قرآن اور نیّت

﴿ وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ [الاعراف] ”اور عبادت کرو اس کی، دین کو اسی کے لیے خالص کر کے۔“ حضرت یوسف علیہ السلام کی توصیف میں فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴾ ”بے شک وہ ہمارے پرخلوص بندوں میں سے تھا۔“ اور بھی کتنی ہی آیتیں بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دین میں خلوص ہی مطلوب ہے دین صرف چند عبادات اور اعمال ہی کا نام نہیں بلکہ جیسا کہ ہر صاحب علم جانتا ہے اور جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے دین اُس پورے نظام زندگی کا نام ہے جو ”اسلام“ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عطا فرمایا، کوئی شعبہ اور گوشہ زندگی کا اس سے باہر نہیں اس لیے جب قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ ”دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر لو۔“ تو یقیناً اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اپنے تمام اعمال وافعال ...... خواہ وہ مشروع عبادات کی نوعیت کے ہوں یا معاملات کی قسم سے ہوں، معاشیات سے ان کا تعلق ہو یا سیاسیات کی فہرست میں داخل ہوں...... سب کا مرکز ومحور اللہ ہی کی خوشنودی اور رضا کو بنالو، چناں چہ تاریخ گواہ ہے ہمارے رسول ﷺ نے اور صحابہ کرام نے اور ائمہ واتقیا نے زندگی کو دو ایسے حصوں میں تقسیم نہیں فرمایا کہ ایک میں تو اللہ کی رضا ملحوظ رکھی جائے اور دوسرے میں اللہ کی رضا اور خوشنودی نظر انداز کر دی جائے بلکہ وہ پوری زندگی کو ایک ہی مرکز یعنی اطاعت رب پر گردش دینے میں سرگرم رہتے تھے، یہی اسوہ تمام امت کے لیے واجب الاتباع ہے اور اسی کا مختصر مگر جامع نام ”ایمان“ ہے۔ اسی ”ایمان“ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا ”اے ایمان والو! ایمان لاؤ۔“

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت ②

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ》

[مجمع الزوائد: ۱۰/۱۲۰]

"جو شخص دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کو مجھ پر درود شریف پڑھے گا قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہوگی۔"

اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا گناہوں کی معافی اور دنیا و آخرت میں دکھوں، مصیبتوں اور غموں سے نجات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

اِنِّيْ أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ قَالَ: مَا شِئْتَ، قُلْتُ الرُّبُعَ؟ قَالَ: مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ (قَالَ) قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا؟ قَالَ: اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ۔ [ترمذی: ۲۴۵۷]

"بے شک میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں تو میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ پر درود کے لیے مقرر کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنا تیرا جی چاہے، میں نے عرض کیا ایک چوتھائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے، اگر اس پر بڑھائے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: نصف کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اگر زیادہ کردے گا تو تیرے لیے بہتر ہے، میں نے عرض کیا: تو دو تہائی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اگر زیادہ کردے گا تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اوقات دعا کا سارا وقت آپ ﷺ پر درود شریف کے لیے وقف کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو یہ تیرے سارے دکھوں، غموں اور مصیبتوں کے لیے کافی ہوگا اور یہ تیرے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔"

اللہ ہم سب کو جتنا ہو سکے رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[ابو عمار عبد الرحمن بلتستانی]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہفت روزہ
الاعتصام
مسلک اہل حدیث کا داعی ترجمان
لاہور
یکے از مطبوعات دار الدعوۃ السلفیہ

بانی
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

جلد: 61
شمارہ: 19
از: 08 مئی 2009ء
تا: 14 مئی 2009ء

مندرجات

جواہر پارے
قرآن اور نیت 1

کلمہ طیبہ
نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت (۲) (ابوعمار عبدالرحمن بلتستانی) 2

اداریہ
پنجہ سامراج (حافظ احمد شاکر) 5

حدیث وسنت
علم منقولات یعنی فن محدثین کا جائزہ (۲) (محمد زکریا الزکی) 7

رسومات وبدعات
بدعت اور اس کی حقیقت ...... (۴) (حافظ صلاح الدین یوسف) 12

تذکرہ علمائے اہل حدیث
خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی (۱) (کلیم حسین شاہ) 17

افکار معاصرین
''اسرائیل سے اسرائیل تک'' (۳) (ڈاکٹر ابرار محی الدین مرزا) 23

افکار معاصرین
لمحہ فکریہ! (اوریا مقبول جان) 31

شعر وادب
توحید (طاہر قریشی) 35

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ

مدیر مسئول
حافظ احمد شاکر

مینیجر
محمد سلیم چنیوٹی
0333-4611619

کمپوزنگ
رضاء اللہ ساجد
0344-4656461

بدل اشتراک

فی پرچہ	:	-/10 روپے
سالانہ	:	-/400 روپے
بیرونی ممالک سے	:	-/300 ریال -/80 ڈالر امریکی

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج برانچ لاہور
فون نمبر : 042-735 4406
فیکس نمبر : 042-735 4406
خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام ۳۱۔ شیش محل روڈ لاہور

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: ۳۱ شیش محل روڈ لاہور ۵۴۰۰۰

من الكتاب

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ
اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ .

(اے پیغمبر ﷺ) کہہ دے میرے ایمان دار بندو اپنے مالک سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں اچھا کام کریں گے ان کے لیے (آخرت میں) اچھا (بدلہ) ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے۔ جو لوگ (بلاؤں پر) صبر کرتے ہیں ان کو (آخرت میں) ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔ ⑩

من الحكمه

گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا فتنہ

حضرت ثوبان ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيَ الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ)) [مسند احمد، ۵/۲۷۸]

”میں اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے حکمرانوں سے بہت ڈرتا ہوں (کہ وہ امت کو فتنوں میں مبتلا کر دیں گے۔“

ایک دعا

اعضائے جسم کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا

حضرت ابو احمد شکل بن حمید ؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی دعا سکھائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ)) [ابوداؤد: ۱۵۵۱]

”اے اللہ! میں تجھ سے اپنے کان، اپنی آنکھ، اپنی زبان، اپنے دل اور اپنی منی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔“

پنجۂ سامراج

اداریہ — حافظ احمد شاکر

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶۷ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو فرمایا: ”جو آپ پر اتارا گیا ہے اسے آپ...... تک...... پہنچا دیجیے اگر آپ نے یہ نہ کیا تو...... گویا کہ...... آپ نے...... اپنے رب کا پیغام نہیں پہنچایا۔“ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کے امتیازات میں سے ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ اسلام یا پیغمبر اسلام نے دنیا کو زیر کرنے یا حدود حکومت وسیع کرنے کو اپنا مقصد بنانے کی بجائے اللہ کے کلمہ اور پیغام کو انسانوں تک پہنچانے کو مقصد قرار اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ احسن تقویم مخلوق جہنم کی آگ سے بچ کر حیات اخروی میں فلاح و کامیابی سے ہم کنار ہو کر جنت حاصل کرے۔ چناں چہ سیرت النبی کا اگر غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے تو مکی زندگی کو ایمان، امتحان، استقامت و تربیت کی زندگی یعنی کندن بننے کا مرحلہ کہا جاسکتا ہے اور پھر حکم الٰہی سے ہجرت کے بعد مدنی زندگی کو ماڈل حکومت کہا جاسکتا ہے جس میں دین اسلام کے عملی نفاذ کے بعد المدینۃ المنورہ کے گرد و پیش کے حالات کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے سیاسی اقدامات یعنی مدینہ منورہ کے رہائشی یہود اور ارد گرد بسنے والے دوسرے قبائل سے آپ کے سیاسی معاہدوں کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں کہیں ہوس ملک گیری نہیں پائی جاتی بلکہ معاشرے میں قیام امن کے لیے اسلام کے اصول و قواعد، جو کہ سراسر وحی الٰہی پر مبنی تھے، کے مطابق عہد و پیمان تھے۔

جب کہ اسلام یا اسلامی حکومت کے سوا دیگر قوموں اور حکومتوں کے پاس اپنی اپنی حکومتوں کی وسعت اور ہوس ملک گیری کے سوا کوئی دوسرا منشور و مقصد ہی نہیں ہوتا اور یہی فرق ہے اسلامی وغیر اسلامی حکومت کا۔

جنگ عظیم اوّل، جنگ عظیم دوم کا اپنے اپنے دور میں یہی اوّلین مقصد تھا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا میں ۔۔ زم اور امپریل ازم کے نام سے ایک سرد جنگ شروع کی گئی جسے ایک طویل عرصہ تک دونوں طرف اسلحہ کے یہودی تاجر طول دے کر صیہونی معیشت کو مضبوط کرتے رہے اور دنیا میں کہیں کمیونزم کے حق میں اور کہیں اس کی مخالفت میں بغاوتیں ”خانہ جنگیاں“ جنگ و جدل اور داخلی و خارجی جنگیں برپا کی جاتی رہیں جس سے اسلحہ انھیں کا فروخت ہوتا رہا۔ تا آنکہ روس کے دماغ میں، جو ایک عرصہ سے بزعم خویش افغانستان میں کمیونزم کی فکری و مالی آبیاری کر رہا تھا، افغانستان کو زیر کرنے کا جنون ایسا سمایا کہ اس نے افغانستان میں فوجیں داخل کر دیں اور وقت نے روس کے اس اقدام کو روسی فکر اور حکومت کی تباہی کا سبب بنا دیا۔ روس سے براہِ راست ٹکرایا تو پاکستان تھا لیکن امریکا نے کنوئیں میں کتا گرا دیکھ کر اس کو گھسی کر دیا۔ اس وقت کی پاکستانی حکومت یا جنرل ضیاء الحق کی پالیسی کا ملک کو فائدہ ہوا یا نقصان اس پامال بحث پر وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت موضوع بحث یہ ہے کہ روس کی شکست و ریخت کے بعد امریکا کی جوع الارض...... ہوس ملک گیری...... کے باؤلا پن نے جس طرح اسلام اور مسلمانوں کو نشانے پر لے لیا اس سے دنیا کا امن غارت ہو کر رہ گیا۔

……

سقوط مشرقی پاکستان کے کردار تاریخ نے محفوظ کر لیے ہیں کوئی ان کا اب نام لے سکے یا نہ لے سکے، تاہم تاریخ میں وہ درج ہو چکے ہیں۔ وطن عزیز کے لیے دل درد مند رکھنے والوں کو یاد ہو گا کہ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد بھی بلوچستان اور بلوچ سیاسی لیڈروں پر ایک ایسا مشکل وقت آیا تھا جب حالات نے ان کو پہاڑوں پر پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان دنوں مرحوم صلاح الدین...... ہفت روزہ تکبیر کراچی...... کے ذریعے سقوط مشرقی پاکستان کے اسباب میں سے ایک اہم یہ راز طشت از بام ہوا تھا کہ بلوچستان کے پہاڑوں میں جو سیال معدنی ذخائر ہیں سقوط مشرقی پاکستان کا ماسٹر مائنڈ ان ذخائر کی ڈھلوان پاکستان سے دوسری طرف

منتقل کرنا چاہتا تھا جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مخلصین کی دعاؤں سے کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر حالات نے ایسی کروٹ لی کہ بلوچ سردار بھی یہ خیر و عافیت پہاڑوں سے نیچے اتر آئے۔ چند ہی سالوں بعد جب روسی ریچھ نے افغانستان میں دخل اندازی کی حماقت کی تو اس آڑ میں اس ماسٹر مائینڈ نے پھر روسی مزاحمت کے عنوان پر پاکستان کی ''بھرپور'' مدد کی اس وقت اس کے سامنے اہم اہداف میں روسی ریاستوں کے معدنی ذخائر پر قبضہ بھی تھا جس کے لیے اس نے افغانستان کی طالبان حکومت ...... جو اس کی اپنی قائم کردہ تھی ...... سے راہداری مانگی تھی، اور اس کے عوض سونے کا قالین بچھانے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن طالبان حکومت نے انکار کر دیا جس کے بعد ہی اسامہ نامی ہیولا کھڑا کیا گیا، القاعدہ نامی تنظیم گھڑی گئی۔ اور 9/11 اور 7/7 کے افسانے تراشے گئے۔ تاہم آزاد ریاستوں کے معدنی ذخائر پر مکمل قبضہ والی اس کی دیرینہ خواہش نہ بر آ سکی۔ شاہ ایران کے بعد ایران تو اس کے زیر دام نہ آ سکا پھر اس نے پاکستان کی طرف توجہ بلوچستان میں انتشار، خلفشار اور تخریب کاری کے راستے سے شروع کر دی۔ پاکستان دشمنی میں بھارت اور اسرائیل کی مکمل ہمدردیاں اسے حاصل تھیں اس لیے اس نے سابقہ خلائی حکومت کے ذریعہ ہمارے بلوچی بھائیوں پر ظلم، زیادتی کے پہاڑ توڑ دیئے اور پروپیگنڈا اس کے برعکس کیا جاتا رہا مشرف حکومت نے اکبر بگٹی کو ناحق قتل کر دیا اب چند ماہ پہلے ہی تین بلوچ عمائدین کو قتل کر دیا گیا۔ دل درد مند رکھنے والے اصحاب فکر و نظر مقتدر طبقوں سے بلوچستان کے حالات بہتر بنانے، اس کو جائز حقوق دینے اور اس کی ضرورتیں پوری کرنے کی طرف توجہ دینے کی بار بار اپیلیں کر رہے ہیں اس سلسلہ میں پچھلے دنوں میاں شہباز شریف نے بلوچستان کا خیرسگالی کا دورہ کر کے بلوچوں کی کچھ نہ کچھ خدمت بھی کی۔ لیکن جب تک مرکزی حکومت مثبت اقدامات کر کے بلوچی بھائیوں کے دل خوش نہیں کرتی تب تک بلوچستان سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کیسے آ سکتے ہیں۔

……

ہمارے محتمل الخطا خیال کے مطابق امریکا تو اس جنگ کو ہلال و صلیب کی جنگ ...... جس کو بش ایک سے زیادہ مرتبہ کروسیڈ کہہ چکا تھا ...... سمجھ کر صلیبی ذہنیت و عصبیت سے لڑ رہا ہے۔ بش کے بعد اوباما سے وابستہ خوش فہمیاں بھی جھاگ کی طرح بیٹھ رہی ہیں۔ یعنی پہلے بھی بش نہیں امریکی حکومت نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کو کروسیڈ کہہ رہی تھی اب جناب اوباما بھی اسی امریکی حکومت کے نمائندے اور ترجمان ہیں۔ لہٰذا یہ بھی اسی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ لیکن افسوس ناک حیرت ہمیں ان مسلمان حکمرانوں پر ہے جو اس جنگ کو نہ صلیبی کہہ رہے ہیں اور نہ ہی سمجھ رہے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان حکمران اس جنگ کے صلیبی ہونے کا اعلان کر دے تو پھر دیکھیے اس جنگ کا پانسہ بھی پلٹ جائے گا اور دنیا کا نقشہ بھی۔ یہی وہ خطرہ ہے جس نے امریکی بلکہ صلیبی طاقتوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ (اسی شمارے میں ایک فاضل صاحب علم کا ایک مقالہ نقل کیا جا رہا ہے جس سے آپ کو موجودہ عالمی صورت حال کا عموماً اور پاکستان بلکہ سوات اور فاٹا کے احوال کا خصوصی طور سے علم ہو جائے گا اور صلیبی سامراج کی دسیسہ کاریوں کا خوب اندازہ ہو جائے گا۔)

……

سقوط مشرقی پاکستان کے بعد امریکا اپنے گماشتے شاہ ایران کے ذریعہ بلوچستان کے معدنی وسائل کا استحصال کرنا چاہتا تھا۔ تقدیر نے پانسہ ہی ایسا پلٹا کہ شاہ ایران نشانِ عبرت بن گیا۔ پھر بلوچستان کے معاشی حالات بہتر بنانے کے لیے میاں نواز شریف کے دور میں انڈس ہائی وے ...... کراچی پشاور براہ راست براستہ بلوچستان ...... کے منصوبے اخبارات میں آتے رہے جس کے تحت اس وقت انڈس ہائی وے کے ساتھ ساتھ ایک طویل صنعتی زون بنا کر بسا کر بلوچستان کی معاشی بہتری کا سامان تھا۔ لیکن بلوچستان کے وسائل پر چونکہ امریکا کی نظر تھی اس نے اس منصوبے ہی کو سبوتاژ کر دیا اور ساتھ ہی میاں صاحب کی حکومت کو بھی چلتا کیا۔ امریکا چوں کہ اب تک حسب خواہش آزاد ریاستوں سے بھی استمتاع ...... یعنی فائدہ حاصل ...... نہیں کر سکا اب اس کی خواہش ہے کہ کسی نہ کسی طرح بلوچستان کی وسائل پر سامراج کا پنجہ گڑ سکے۔ اس لیے اب اس نے اپنی توجہات خبیثہ کا ارتکاز بلوچستان پر کیا ہوا ہے۔ اب یہ کام ہمارے حکمرانوں تھنک ٹینک اور منصوبہ سازوں کا ہے کہ وہ امریکا سے کس طرح محفوظ رہیں، یا اس کو کس طرح لگام دیں۔ ہمارے لیے یہ ماننا ممکن نہیں کہ حکومت یا اس کے بزرجمہر ایسی سازشوں سے بے خبر ہوں کیوں کہ جب ہم جیسے کم وسائل بلکہ عدیم الوسائل خبروں کے جھرنوں سے ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے بعض نتائج اخذ کر لیتے ہیں تو یہ باوسائل طبقہ لاعلم کیسے ہو سکتا ہے؟

حدیث وسنت

قسط نمبر ② (آخری)

علم منقولات یعنی فن محدثین کا جائزہ

عقل سائنس اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

محمد زکریا الزکی

'فن جرح وتعدیل' کا عقلی جائزہ:

جرح وتعدیل اور رجال کا علم مضبوط بنیادوں پر قائم ہے جس کی ایک ٹھوس نشانی یہ ہے کہ صحاحِ ستہ کے اکثر رواۃ کی ائمہ نقد کے اتفاق کے ساتھ حیثیت متعین ہوتی ہے۔ چناں چہ صحاحِ ستہ کے اکثر راوی خواہ ثقہ ہیں یا ضعیف، ائمہ جرح وتعدیل کے اتفاق کے ساتھ ہیں جیسا کہ اسماء الرجال کی فنی کتب کے استقرا سے ثابت ہے۔

بعض لوگوں کے نزدیک فن جرح وتعدیل ایک انتہائی کمزور اور ناقابل اعتبار علم ہے۔ وہ جرح وتعدیل کے ذریعے ہونے والے تمام اسماء الرجال کو شکوک واوہام کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہونے والی منقولات کی جانچ پرکھ کو بھی قابل اعتنا نہیں جانتے۔ [1] ایسے لوگوں کا رویہ مضبوط علمی بنیادوں پر قائم نہیں۔

جرح وتعدیل پر اعتراضات:

بعض لوگوں کے نزدیک راویوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ یہ راوی مختلف علاقوں اور مختلف زمانوں میں پھیلے ہوئے تھے، ان کے کوائف جمع کرنا مشکل تھا اور پھر اسماء الرجال کے ماہرین براہِ راست ان راویوں سے نہ مل سکے بلکہ ان راویوں کے متعلق مختلف عوام وخواص سے معلومات اکٹھی کرتے تھے۔ یہ سادہ طریقہ کار اس قدر کمزور تھا کہ راویوں کی حیثیت متعین کرنے میں اکثر طور پر اسماء الرجال کے ماہرین کا آپس میں اختلاف ہو جاتا تھا اور کبھی تعصب کی وجہ سے لاشعوری طور پر افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے تھے۔

[مبادیٔ تدبر حدیث از امین احسن اصلاحی، باب: ۲، 'سند کی عظمت اور اس کے بعض کمزور پہلو']

جوابات:

یہ تمام دعویٰ جات سرسری مطالعہ کا نتیجہ ہیں اور معترض کی فن حدیث اور اسماء الرجال میں عدمِ رسوخ کی علامت ہیں۔

⊙...... یہ کہنا غلط ہے کہ ائمہ نقد نے رجال کے حالات کے اَوصاف کا علم عوام سے اکٹھا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ نقد یا تو براہِ راست رواۃ سے ملتے تھے یا اُن خواص سے معلومات اکٹھی کرتے جو رواۃ سے مل چکے ہوتے اور ائمہ نقد کا یہ گروہ ہر دور، ہر زمانے اور ہر علاقے میں سرگرم رہا ہے جو ضعیف راویوں کو صحیح راویوں سے الگ کرتا رہا ہے اور اس کی باقاعدہ تحریری یادداشت تبع تابعین کے دور سے ہی شروع ہوگئی تھی جس کو بعد ازاں یحییٰ قطان، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابوحاتم اور امام بخاری ؒ وغیرہ نے مدوّن کیا۔ [تفصیل کے لیے: تہذیب الکمال از علامہ مزی؛ تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر و دیگر کتب اسماء الرجال نیز دفاعِ حدیث پر جدید فکری کتب جیسے [اهتمام المحدثين بنقد الحديث از ڈاکٹر لقمان سلفی، السنة ومكانتها فی التشريع الإسلامی از ڈاکٹر مصطفی سباعی، القرآنيون وشبهاتهم حول السنة از ڈاکٹر خادم حسین الٰہی بخش وغیرہ]

---

[1]...... اسے اپنی من گھڑت اصطلاح 'احادیث' بتاتے ہیں اور قابل قدر ذخیرہ احادیث نبویہ سے قرآن پر کسی اضافہ کو جائز نہیں سمجھتے۔ (محدث)

⊙...... نیز ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ''راوی اپنی پہچان کے اعتبار سے تین اقسام پر ہیں۔ بعض وہ جن کی عدالت تواتر سے ثابت ہے...... الخ۔''

⊙...... اگر چہ یہ کہنا غلط ہے کہ قابل اعتماد راویوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہے۔ محدثین کے نزدیک راویوں میں قابل اعتماد رواۃ فقط چند ہزار نفوس پر مشتمل تھے جس کی تعداد تقریب التہذیب کے مطابق ۸۸۲۶ ہے۔ یہ وہ رواۃ ہیں جن سے صحاح ستہ کی تمام احادیث مروی ہیں اور صحاح ستہ علمائے اسلام کے نزدیک معیاری مقبول احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ ہے۔ اور ان احادیث کے رواۃ بھی تاریخی اعتبار سے راویوں کے جم غفیر میں ہیروں کی طرح ہیں۔ [تفصیل کے لیے: تقریب التہذیب از ابن حجر عسقلانی تقدیم محمد عوامہ، دارالرشید، شام]

⊙...... اگر کبھی ائمہ نقد کسی راوی کی حیثیت متعین کرنے میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ صرف تعبیرات واصطلاحات اور مزاج کا اختلاف کرتے ہیں، وگرنہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہوتا۔ چناں چہ ایسی صورت میں کسی نتیجہ پر پہنچنا آسان ہوتا ہے۔

⊙...... اور اگر کوئی نتیجہ نہ نکل سکے تو راوی اپنی اختلافی حیثیت پر برقرار رہتا ہے اور اس کی حدیث بھی قطعی حجت نہیں ہوتی۔ یہ بات عقلاً کتنی مضبوط ہے کہ جو راوی مختلف فیہ ہے، اس کی روایت بھی قطعی حجت نہیں۔ اس تناظر میں اسلامی منقولات کا تمام علم ایسی معقولیت پر مبنی ہے جس کا انکار صرف ہٹ دھرم اور خواہش پرست ہی کر سکتا ہے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل از عبدالحی لکھنوی، مقدمہ تقریب التہذیب بتقدیم محمد عوامہ ودیگر اسماء الرجال کے اُصولوں کی کتب]

⊙...... اور ائمہ نقد لاشعوری تعصب یا غلو سے بچنے کے لیے از خود یہ اُصول قائم کرتے ہیں کہ وہ تمام جرح ناقابل قبول ہوں گی جو کسی بڑے امام کے بارہ میں تعصب کی شائبہ کی بنا پر ہو۔ اس اُصول کے نتیجہ میں جرح وتعدیل کا علم خالص معروضی ہے۔ اسی وجہ سے اگر کسی راوی کے بارے میں ائمہ ناقدین کا کوئی اختلاف ہے تو وہ قابل حل ہے، لا ینحل نہیں۔

حدیث کے متن کی پہچان:

⊙...... سند کے بعد حدیث کی صحت اور سقم کو پہچاننے کے لیے متن کی جانچ پڑتال بھی ضروری ہے۔ اس کو آج کل عموماً ''اُصولِ درایت'' کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر بالفرض فن حدیث میں اصولِ درایت کا یہ طریقہ معتبر ہو تو پھر بھی محدثین کے ہاں اس کے علمی ضوابط ہیں۔ کیوں کہ محدثین اُصولِ درایت میں صرف یہ دیکھتے تھے کہ حدیث کا متن شذوذ، علل اور منکر و مضطرب ہونے سے پاک ہو۔

⊙...... موضوع حدیث کے اندر اُصولِ درایت یہ ہیں کہ موضوع روایت کے الفاظ حس، عقل سلیم، مسلمہ تاریخی روایات، مسلمہ شرعی قواعد اور قرآن کی صراحت کے خلاف ہوتے ہیں۔

⊙...... کسی محدث سے عملاً یہ ثابت نہیں کہ وہ فن حدیث کی رو سے روایت کے صحیح ثابت ہو جانے کے باوجود ایسی حدیث کے متن کی پرکھ کے لیے یہ لازم قرار دیتا ہو کہ معتبر حدیث وہ ہوتی ہے جو قرآن کے خلاف نہ ہو اور نہ علم و عقل کے مسلمات کے خلاف ہو۔ جمہور اہل سنت اور محدثین کا مشہور نظریہ بیان کیا جا چکا ہے کہ صحیح حدیث کا ایسا ہونا ہی ناممکن ہے۔

⊙...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُصولِ حدیث کی بنیاد پر احادیث کو پرکھنے کا فن محدثین کے نزدیک عقلی اعتبار سے اس قدر مضبوط ہے کہ وہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ اُصولِ حدیث کی بنیاد پر صحیح قرار پانے والی کوئی حدیث قرآن، شرعی قواعد، عقل سلیم وغیرہ کے خلاف ہو۔ البتہ کسی جگہ ایسا شائبہ محسوس ہو تو محدثین ہمیشہ تطبیق کے طریقے پر چلے ہیں اور تطبیق کی راہ میں اُنھوں نے کوئی مشکل محسوس نہیں کی۔

⊙...... البتہ چند جدید محققین، فن حدیث کے اُصولوں کو نظر انداز کر کے مطلق ردّ و قبول کے لیے اُصول بناتے ہیں کہ وہ قرآن اور عقل

کے مسلمات کے خلاف نہ ہو اور اس کی تائید میں محدثین کی طرف سے خطیب بغدادی کی الکفایۃ کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: میزان ص: ۷، از جاوید احمد غامدی؛ مبادیٔ تدبر حدیث از امین احسن اصلاحی۔ نیز دیکھیے الکفایة فی علم الروایة، باب ذکر ما یقبل فیه خبر الواحد وما لا یقبل فیه]

⊙ ..... خطیب بغدادی کا درج بالا حوالہ اہل الرائے کے طریقے کے بیان پر محمول کیا جائے گا کیوں کہ خطیب بغدادی سے پہلے کے ائمہ حدیث اور ان کے بعد اُصولِ حدیث کے تمام ماہرین جیسے حافظ ابن صلاح شہرزوری، امام ابن کثیر، حافظ عراقی، امام نووی، امام سیوطی، حافظ ابن حجر، حافظ سخاوی وغیرہم میں سے کسی نے اس انداز سے صحیح حدیث کے قبول و ردّ کا ذکر نہیں کیا البتہ فقہاء اہل الرائے کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اس انداز سے بعض صحیح احادیث کو ردّ کرتے ہیں۔ (۱)

⊙ ..... شدید ضعف والی روایات بالاتفاق مردود ہیں۔

⊙ ..... البتہ بعض لوگوں کے نزدیک ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مطلق طور پر مقبول ہوگی، بعض ضعیف احادیث کو فضائل اعمال میں بھی چند شرطوں کے ساتھ قبول کرتے ہیں، مثلاً

① ..... ضعیف حدیث کسی صحیح حدیث کے معارض نہ ہو،

② ..... وہ حدیث کسی اَصل کے تحت ہو اور اس پر عمل کرتے ہوئے احتیاط کی نیت کی جائے، نہ کہ ثبوت کی۔

بعض فقہاء نے نسبتاً کم ضعف والی احادیث کو احکام میں بھی قبول کیا ہے جیسے احناف اور حنابلہ وغیرہ۔ ان کا کہنا ہے کہ ضعیف حدیث میں صدق کا رجحان غالب نہیں ہوتا۔ لیکن بہر حال اس میں صدق کا اِمکان ہوتا ہے اور ایسی حدیث بہر حال مجرد انسانی رائے سے بہتر ہے۔

⊙ ..... درج بالا تمام رویوں میں عقلی اعتبار سے سب سے سخت رویہ محدثین کا ہے کہ وہ ضعیف حدیث کو احکام میں مطلق طور پر قبول نہیں کرتے۔ اگرچہ اس میں صدق وثبوت کا امکان موجود ہوتا ہے۔ فضائل اعمال میں بھی محققین اصحاب الحدیث ''ضعیف حدیث'' کو مطلق طور پر قبول نہیں کرتے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ محدثین کا طبقہ احادیث کا جس قدر روالہ وشیدا ہے، اسی قدر اس کو نقد کی بھٹی میں زیادہ پرکھنے کا عادی ہے اور عموماً فقہاء اس چیز کے حامل نہیں۔

⊙ ..... ضعیف حدیث کے متعلق درج بالا مختلف مکاتب فکر کے باوجود ان میں سے کسی کا قول ایسا نہیں جو عقل وبصیرت کے صریح منافی ہو۔

حدیث کی تدوین کے مراحل کا عقلی جائزہ:

⊙ ..... اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے اور تاریخی اعتبار سے ثابت ہے کہ صحیح حدیث ہر دور میں الگ تھلگ اور واضح رہی ہے۔ حتیٰ کہ یہ اس دور میں بھی واضح تھی جب حدیث کی مستقل تدوین نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ ثقات وائمہ کا ایک بڑا طبقہ ہر دور میں احادیث کا حافظ تھا اور ان کا علم، حفظ واتقان دیگر رواۃ کے حفظ کا میزان تھا۔

---

(۱) ..... عربی زبان کے اُصول وقواعد (گرامر) کی طرح اُصولِ حدیث واصولِ فقہ کا ارتقا حدیث وفقہ سے ہمیشہ متاخر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُصول کی ابتدائی کتب میں متذکرہ بالا دونوں فنون کا کافی اختلاط ملتا ہے جس کے لیے امام شافعی کے ''الرسالہ'' کی مثال دی جاسکتی ہے۔ الفقیه والمتفقه کے مصنف امام خطیب بغدادی حدیث وفقہ دونوں کے شاہ سوار ہیں۔ اس لیے ان کی الکفایۃ میں اُصولِ فقہ کے بعض پہلو اگر اُصولِ حدیث سے مختلط ہوگئے ہیں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور ان سے بدظنی نہیں ہونی چاہیے۔ تاریخی ارتقا میں فقہائے اہل سنت کے دو مشہور مکتب فکر اہل الحدیث اور اہل الرائے ''فن حدیث'' کی بجائے اجتہادی مکتب فکر کے طور پر ملتے ہیں۔ کسی تقابل یا ترجیح سے قطع نظر خطیب بغدادی کا مذکورہ بیان حدیث وفقہ کے اُصولوں کا جامع اختلاط ہے۔ اس کی بہت سی دیگر توجیہات بھی ہیں جو کسی حاشیہ میں دینا مشکل ہے۔ البتہ مقالہ نگار نے اس کا جو منفی پہلو مراد لیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں۔ اہل الرائے بلاشبہ اہل سنت ہیں اور ان کا کوئی الگ فن حدیث نہیں ہے بلکہ وہ ایک فقہی مکتب فکر ہیں اور اہل سنت ہونے کی بنا پر ان کی تصانیف بھی حجیت حدیث کا قیمتی سرمایہ ہیں، انھیں برصغیر پاک وہند کے تقلیدی جمود اور تحریک آزادیٔ فکر میں محدود کردینا مناسب نہیں۔ (محدث)

⊙......صحاح ستہ کی احادیث کے اِستقرا سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر احادیث یا تو پانچ واسطوں پر مشتمل ہوتی ہے یا چھ واسطوں پر۔ اس حساب سے اگر ہم اندازہ لگائیں تو حدیث دورِ نبوی سے لے کر صحاحِ ستہ کے مصنفین تک چھ طبقوں میں منقسم ہو سکتی ہے۔ یہ طبقے تقریب کے لیے ہیں، نہ کہ تحقیق کے لیے۔

⊙...... پہلا طبقہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم اور صغار صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکی اور مدنی دور کے اندر دین کی خاطر شجاعت، جاں نثاری، ایثار اور قربانیوں کی عظیم داستانیں رقم کیں اور اللہ تعالیٰ نے موقع بہ موقع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعریف و تحسین سے نوازا۔ اس طبقہ کے اندر حدیث مکمل طور پر سینوں میں موجود تھی اور چند صحابہ نے اپنی ذاتی یادداشت کے لیے حدیث کو لکھا ہوا بھی تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حفظ و اتقان کے حوالے سے عقلی گفتگو ممکن ہے، لیکن راویوں کے حفظ و اتقان کے متعلق جو باتیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کی روشنی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے حفظ و اتقان کو بھی عقلی اعتبار سے پرکھا جا سکتا ہے۔

⊙......صحابہ کے بعد دوسرا طبقہ کبار تابعین کا ہے۔ یہ وہ نسل ہے جو براہِ راست صحابہ رضی اللہ عنہم کی گود میں پل کر جوان ہوئی۔ استقرا سے ثابت ہوتا ہے کہ کبار تابعین میں ضعیف راویوں کی تعداد گنی چنی ہے اور باقی تمام تابعین حفظ و اتقان اور عدالت میں مضبوط تھے۔ اس دور میں حدیث کے اندر کذب گوئی کا رواج نہ تھا اور حدیث کی سند بیان کرنے کا رواج بھی نہ تھا اور حدیث کی خاطر لمبے لمبے رحلات اور اسفار کی بھی کوشش نہ کی گئی۔ ہر بزرگ تابعی نے اپنے اُستاد صحابی کی مسند سنبھالی۔ اس دور میں کبار تابعین کا حفظ و اتقان کمال درجے کا تھا اور ان میں درجہ بندی ممکن نہ تھی۔ کیوں کہ روایات محدود تھیں اور اساتذہ بھی محدود تھے۔ اس دور میں حدیث کو انفرادی تحریری یادداشت کی شکل میں حفظ کرنے پر زور دیا گیا۔

⊙...... کبار تابعین کے بعد صغار تابعین کا طبقہ ہے۔ اس طبقہ میں حدیث محدود سینوں سے نکل کر لا تعداد سینوں میں منتقل ہوئی۔ سندوں میں تعدد اور طوالت پیدا ہوئی۔ راویوں کی درجہ بندی ہوئی، کذب گوئی کا رواج ہوا۔ حدیث کی تدوین کی پہلی کوشش امام زہری رحمہ اللہ کے سپرد ہوئی۔ رحلات کا آغاز ہوا۔ ضعیف راویوں اور ضعیف روایتوں کی بدولت جرح و تعدیل کا آغاز ہوا۔ اس طبقہ میں بھی مجموعی طور پر حفظ و اتقان باقی طبقوں کی بہ نسبت بہتر ہے۔

⊙......تابعین کے بعد کبار تبع تابعین کا طبقہ ہے۔ سندوں میں طوالت اور تعددِ طرق کی وجہ سے جب احادیث کا ضعف بڑھا تو حفاظ کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا۔ کذب گوئی رائج ہوئی تو ثقات راویوں کی تعداد بھی بڑھ گئی اور ہر ہر علاقہ میں جرح و تعدیل کے مستقل امام اُبھر کر سامنے آ گئے اور اس دور میں ہر بڑے عالم نے اپنی ایک مسند تحریر کی جن میں مشہور ترین مسندات و کتب امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے بیسیوں معاصرین رحمہم اللہ کی ہیں۔

⊙......اگلا طبقہ صغار تبع تابعین کا ہے۔ اس طبقہ میں سند طویل ہو گئی اور طرق متعدد ہو گئے۔ خطا کے امکانات بڑھ گئے۔ ضعیف راوی بہ کثرت پھیل گئے۔ موضوع روایات کا چرچا ہونے لگا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ثقات راویوں کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ حفاظِ حدیث کو مستقل کتابیں میسر آئیں۔ جرح و تعدیل کا فن پہلی دفعہ مدوّن ہوا جس میں سابقہ تمام طبقوں کے کمزور رواۃ پر تبصرہ کیا گیا۔ امام یحییٰ بن سعید قطان پہلے مستقل مدوّن تھے۔ کتب احادیث کے حواشی و تعلیقات پر ضعیف راویوں کا تذکرہ کیا گیا۔

مصنّفین صحاحِ ستہ کے اساتذہ کا دور:

اس دور میں احادیث فی نفسہٖ محدود و معین تھیں لیکن مختلف سندوں کی وجہ سے ایک ایک متن سینکڑوں سندوں سے مروی تھا جس کی وجہ سے مجموعی طور پر روایات کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ ان روایات میں اسناد اپنی ابتدا میں غریب یا عزیز تھیں۔ لیکن بعد والے طبقوں میں مشہور، مستفیض اور متواتر ہو گئیں۔ سندوں اور متنوں میں اضطراب، قلب، وہم اور اِدراج وغیرہ واقع ہونے لگا۔ لیکن ثقات کی تعداد بھی سابقہ طبقوں کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہو گئی۔ جرح و تعدیل کے امام بہ کثرت پیدا ہو گئے۔ راویوں کے حالات پر کتابیں لکھی گئیں۔ ہم عصر اور ماضی کے

رواۃ کا جائزہ مختلف احادیث کے حواشی سے لیا گیا یا جرح وتعدیل کے اماموں سے سینہ بہ سینہ لیا گیا۔ اس دور میں جرح وتعدیل مکمل طور پر مدوّن ہو گیا۔ مشہور امام تین تھے: یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور احمد بن حنبل ؒ۔ اس دور کے اندر ہر بڑے محدث نے اپنی مسموعات کو باقاعدہ کتاب کی شکل دی۔ چناں چہ حدیث کی کتابوں کی تعداد سینکڑوں ہو گئی۔

مصنّفین صحاحِ ستہ کا دور:

اس دور میں صحیح احادیث کو اور نسبتاً قوی ترین احادیث کو الگ تھلگ جمع کرنے کا سوچا گیا۔ چناں چہ صحاحِ ستہ کا وہ مجموعہ سامنے آیا جو احادیث کی تمام کتب کے درمیان اعلیٰ ترین حیثیت رکھتے ہیں۔ صحاحِ ستہ کی موجودگی میں سابقہ بعض حدیث کی کتابوں کی ضرورت نہ رہی۔ چناں چہ وقت گزرنے کے ساتھ ان میں سے کچھ ضائع ہو گئیں اس طرح سے جرح وتعدیل پر سب سے پہلا تفصیلی کام امام بخاری ؒ نے کیا جس کی موجودگی میں جرح وتعدیل کی سابقہ کتب بتدریج متروک ہو گئیں۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: تاریخ حدیث پر مشہور کتب ’’تاریخ حدیث ومحدثین‘‘ مترجم غلام احمد حریری؛ تاریخ التشریع الاسلامی از مناع القطان؛ اهتمام المحدثين بنقد الحديث از ڈاکٹر لقمان سلفی]

صحاحِ ستہ کا فنی حکم:

⊙......تدوین صحاحِ ستہ کے بعد ہر دور کے محدثین، حدیث کی کتابوں کے استقرا کے بعد یہ ثابت کرتے ہیں کہ حدیث کی تمام کتابوں کی بہ نسبت مشہور چھ کتابیں بلند ترین صحت کی حامل ہیں اور کچھ معمولی مقدار کے علاوہ تمام صحیح اور حجت احادیث ان میں جمع ہو گئی ہیں۔ ان کتابوں کے نام معروف ہیں: صحاحِ ستہ میں لفظ صحاح، حدیث مقبول کے معنی میں ہے اور ان کتابوں کو صحاح علی وجه التغليب کہتے ہیں، وگرنہ ان کے اندر کچھ ضعیف احادیث بھی موجود ہیں۔ ان صحاحِ ستہ میں بلند ترین کتب صحیح بخاری و مسلم ہیں۔ ان کے بعد سنن ابوداؤد اور نسائی ہیں پھر جامع ترمذی اور ابن ماجہ کا درجہ ہے۔ آخری مذکور چاروں کتب ’’سنن اربعہ‘‘ بھی کہلاتی ہیں۔ ان چاروں کتب کی اکثر احادیث حسن درجے کی ہیں جو علماء محدثین کے نزدیک حجت ہیں۔

⊙......علمائے محدثین کے نزدیک صحاحِ ستہ سے ہٹ کر کسی کتاب میں صحیح حدیث کا ہونا ممکن ہے۔ لیکن اس کا مرکزی متن صحاحِ ستہ میں ضرور مذکور ہوگا۔ ایسا بہت کم ہے کہ کوئی نئے متن والی حدیث صحاحِ ستہ سے ہٹ کر کسی کتاب میں آئی ہو۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: حجة الله البالغة از شاہ ولی اللہ باب طبقة كتب الحديث۔ تقریب النووی از امام نووی النوع الاول: الصحيح مع تدريب الراوی از امام سیوطی، ص: ۹۹، و دیگر کتب اُصولِ حدیث]

⊙......درج بالا اُمور سے حاصل ہوا کہ اسلامی علم منقولات عقل، سائنس اور جدید علم نفسیات کی رُو سے مضبوط ترین بنیادوں پر قائم ہے اور اسلامی منقولات کا انکار عقل کے صریح منافی ہے۔

⊙......سمعی اعتبار سے بھی اسلامی منقولات پر عمل واجب ہے۔ اس کے وجوب کا انکار کرنے والا جمیع اہل سنت (صحابہ وسلف صالحین، حنابلہ، شوافع، مالکیہ، احناف، محدثین اور اہل ظاہر وغیرہ) کا بھی مخالف ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

[بہ شکریہ محدث لاہور]

* * *

ضرورت رشتہ

خود مختار، بیوی بچوں والا، تعلیم ایم ایس سی، عمر ۳۳ سال، گورنمنٹ ملازم کو عقد ثانی کے لیے کم از کم گریجوایٹ (ان سروس ترجیحاً) رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0302-7889872

* * *

رسومات وبدعات

قسط نمبر ②

بدعت اور اس کی حقیقت

حافظ صلاح الدین یوسف، مدیر: شعبہ تحقیق وتالیف وترجمہ دارالسلام، لاہور

بدعت، تعریف اور حدود واطلاق:

گزشتہ سارے مباحث اور آئندہ صفحات میں مختلف مہینوں میں رائج رسومات پر بحث کا مرکز ومحور چوں کہ بدعت ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ بدعت کی تعریف بھی بیان کی جائے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح یہ بھی واضح کیا جائے کہ اس کی حدود کہاں تک ہیں، یعنی بدعت کا اطلاق کن کن چیزوں پر ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے یا بہ الفاظ دیگر کون کون سے رائج اعمال اس کے دائرے میں آتے ہیں؟

بدعت کی تعریف:

بدعت عربی زبان کا لفظ ہے، اس لیے اس کا ایک معنی تو لغوی ہے، یعنی لغت کے اعتبار سے عربی میں بدعت کسے کہتے ہیں؟ اور یہ شرعی اصطلاح بھی ہے، نبی ﷺ نے بھی یہ لفظ استعمال فرمایا ہے۔ تو شرعی اعتبار سے اس کا معنی ومفہوم کیا ہوگا؟ جیسے اور بھی کئی الفاظ ہیں کہ لغوی اعتبار سے اس کا معنی ومفہوم اور ہے یا کئی معانی ہیں۔ لیکن شرعی اصطلاح میں اس کا اطلاق صرف ان چیزوں پر ہوتا ہے جس معنی کے لیے شارع یا شارع علیہ السلام نے اس کو متعین کر دیا ہے۔ جیسے دعا کا لفظ ہے، اس کے لغوی معنی تو پکارنے کے ہیں۔ لیکن اصطلاحِ شرعی میں یہ لفظ استمداد واستغاثے، بارگاہِ الٰہی میں التجا والتماس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اذان کے لغوی معنی اطلاع دینے کے ہیں اور اس لغوی معنی میں بھی اس کا استعمال ہے۔

﴿ وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ﴾ [التوبة ٩:٣]

''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان واطلاع ہے۔''

وعلی ہذا القیاس اس طرح اور بہت سے الفاظ ہیں۔

بدعت کے لغوی معنی:

اسی طرح بدعت کے لغوی معنی انوکھی چیز کے ہیں، یعنی ایسی چیز جس کی کوئی نظیر یا مثال پہلے نہ ہو۔ جیسے قرآنِ مجید میں اللہ کے رسول ﷺ کو حکم ہے:

﴿ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ ﴾ [الأحقاف ٤٦:٩]

''کہہ دیجیے! میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔''

یعنی بغیر کسی سابق مثال کے میں نیا رسول نہیں آیا ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی متعدد رسول ہو گزرے ہیں۔ اللہ کی صفت بدیع (جس کا مادہ بدعت ہی ہے) اسی مفہوم کی حامل ہے:

﴿ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ﴾ [البقرة ٢:١١٧]

''وہ آسمانوں اور زمین کو انوکھے انداز سے بنانے والا ہے۔''

یعنی ایسے انداز سے جس کی کوئی مثال پہلے نہیں ملتی۔ اس لغوی معنی میں اس لفظ بدعت کا اطلاق اچھی اور بری دونوں چیزوں پر ہوتا ہے، اس میں ذم کا پہلو بھی ہو سکتا ہے اور مدح کا بھی۔ کیوں کہ اس کا مطلب صرف اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ انوکھی اور بے مثال چیز ہے قطع نظر اس کے کہ یہ اچھی ہے یا بری۔ جیسے کوئی بہت ہی عمدہ چیز ہو اور جس میں ندرت بھی ہو تو عربی میں کہتے ہیں: مَا هُوَ إِلَّا بِدْعَةٌ۔ یہ تو بہت ہی انوکھی چیز ہے۔ یہاں اس کا استعمال مدح اور تعریف کے مفہوم میں ہے۔ لیکن بدعت کا لفظ جب شرعی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوگا تو وہ ذم ہی کے معنی میں ہوگا۔ اس میں مدح کا پہلو قطعاً نہیں ہوگا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔"

''ہر بدعت گمراہی ہے۔''

تو گمراہی میں حسن اور خیر کا پہلو ہرگز نہیں ہو سکتا، چاہے اس کے ایجاد کرنے والوں کے نزدیک اس میں کتنا بھی حسن ہو۔ شریعت کی رو

سے اس میں قطعاً حسن نہیں، ذمّ ہی ذمّ ہے۔

شرعی اصطلاح میں بدعت کا مفہوم:

بنا بریں ضروری ہے کہ بدعت کا شرعی مفہوم بھی واضح کیا جائے۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"اَلْبِدْعَةُ: طَرِيْقَةٌ فِي الدِّيْنِ مُخْتَرَعَةٌ، تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ، يُقْصَدُ بِالسُّلُوْكِ عَلَيْهَا مَا يُقْصَدُ بِالطَّرِيْقَةِ الشَّرْعِيَّةِ۔" [الاعتصام، للشاطبی: ۵۱/۱، طبع: ۱۹۹۲ء]

"دین میں وہ خود ساختہ طریقہ جو (ظاہر میں) شریعت کے مشابہ ہو، اس من گھڑت راستے کے اختیار کرنے سے وہی (اجر وثواب) مقصود ہو جو شرعی طریقے پر چلنے سے مقصود ہوتا ہے۔"

"دین میں خود ساختہ طریقے" کی قید سے وہ ایجادات نکل گئیں جو تمدنی اور معاشرتی سہولتوں کے لیے ایجاد ہوئی، ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ جیسے ریل گاڑیاں، کاریں، بسیں، ہوائی جہاز، فرج، اے سی وغیرہ بے شمار اشیاء۔ کیوں کہ ان کے بنانے اور استعمال کرنے کا کوئی تعلق دین سے نہیں ہے۔ کوئی شخص ان چیزوں کو اجر وثواب کی نیت سے استعمال نہیں کرتا۔

"شریعت کے مشابہ" کی قید سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دیکھنے میں بظاہر ان کا تعلق دین وشریعت سے معلوم ہوتا ہے یا باور کرایا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسے کوئی شخص روزہ رکھے اور کسی سے کلام نہ کرے، یا وہ نذر مان لے کہ سارا دن دھوپ میں کھڑا رہے گا، نہ بیٹھے گا اور نہ سائے والی جگہ میں آئے گا۔ رجب کی پہلی جمعرات کو مخصوص طریقے سے متعین تعداد میں نماز پڑھنا جس کو صلاۃ الرغائب کہا جاتا ہے، اجتماعی ذکر بالجہر۔ اسی طرح کی دیگر بعض عبادات جو خود ساختہ طریقے سے مخصوص ہیئات وکیفیات کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں وغیرہ۔

روزہ رکھنا، نذر ماننا، ذکر اللہ کرنا، نوافل پڑھنا وغیرہ، یہ سارے امور بظاہر شرعی امور ہیں گویا شریعت کے مشابہ ہیں۔ لیکن مذکورہ کیفیات کے ساتھ حقیقت میں شریعت نہیں ہیں۔ کیوں کہ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں ظاہر شکل وصورت کے اعتبار سے یہ عبادات لگتی ہیں لیکن ہیئت وکیفیت میں شریعت کے خلاف ہیں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کے قول یا عمل یا تقریر سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، جب کہ عبادات کے لیے ضروری ہے کہ ان کی پوری کیفیت شرعی دلائل سے ثابت ہو۔ نیز عبادات سے مقصود اجر وثواب اور تقربِ الٰہی کا حصول ہوتا ہے اور وہ تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کی جائیں۔ اپنے خود ساختہ طریقے سے کیے جانے والے کام نہ وہ عبادت ہیں اور نہ عمل صالح بلکہ وہ بدعت ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تقربِ الٰہی کے حصول کے لیے مذکورہ خود ساختہ طریقوں کا نام ونشان نہیں ملتا۔ کیوں کہ وہ شریعت کی روح اور حقیقت کو سمجھتے تھے، اس لیے ان کا یقین تھا کہ اجر وثواب صرف اتباعِ رسول ﷺ میں ہے۔ رضائے الٰہی صرف اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہے اور نجات وسعادت ابدی صرف اور صرف رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے میں ہے اور اس سے انحراف میں ہلاکت وبربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔" [سنن الدارمی: ۴۹/۱]

"پیروی کرو اور بدعتیں نہ گھڑو (ان کی تمھیں ضرورت نہیں)، اس لیے کہ تمھیں جو بتلایا گیا ہے، وہ تمھارے لیے کافی ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

صحابہ کرام کا عمل بھی اس کے مطابق تھا اس کی ایک بہترین مثال وہ واقعہ ہے جو سنن دارمی میں موجود ہے کہ کچھ لوگ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے اجتماعی ذکر جہر کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں، ان میں سے ایک شخص کہتا: سو مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر وہ کہتا: سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہو، وہ سو مرتبہ یہ کلمہ کہتے، پھر وہ کہتا: سو مرتبہ سبحان اللہ کہو، وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جا کر بتایا اور کہا: میں نے ابھی مسجد میں ایک (نیا) کام دیکھا ہے جو مجھے عجیب تو لگا ہے لیکن میرے

خیال میں وہ اچھا ہی ہے۔ انھوں نے تفصیل پوچھی، انھوں نے یہ بتلائی تو انھوں نے پوچھا: تم نے ان سے کیا کہا؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو آپ کی رائے کا انتظار ہے، چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور وہ حلقۂ ذکر دیکھا تو ان سے پوچھا: ما ھذا الذی اراکم تصنعون، تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن (حضرت ابن مسعود کی کنیت) ہم کنکریوں پر شمار کر کے تکبیر و تہلیل اور تسبیح کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ، هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ مُتَوَافِرُوْنَ، وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ أَهْدٰى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُفْتَتِحُوْا بَابَ ضَلَالَةٍ۔“

”افسوس تم پر اے امت محمد (ﷺ)! کس تیزی سے تم ہلاکت کے راستے پر چل پڑے ہو! ابھی تو تمہارے پیغمبر کے صحابہ بھی کثرت سے موجود ہیں، ابھی آپ ﷺ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن بھی ابھی نہیں ٹوٹے (اور تم نے دین میں نئے نئے طریقے ایجاد کرنے شروع کر دیے ہیں) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم کسی ایسے مذہب پر ہو جو محمد (ﷺ) کے مذہب سے زیادہ ہدایت والا ہے یا گمراہی کا دروازہ تم کھول رہے ہو؟“

انھوں نے کہا:

”وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ۔“

”اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! ہمارا ارادہ سوائے بھلائی (اجر وثواب) کے اور کوئی نہیں۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”وَكَمْ مِنْ مُرِيْدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيْبَهُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: إِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا أَدْرِيْ لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ۔“

”کتنے ہی لوگ ہیں جو بھلائی کی نیت سے کام کرنے والے ہیں لیکن وہ اس کے حاصل کرنے میں یکسر ناکام رہتے ہیں۔ (جیسے) رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا تھا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، ان کی اکثریت شاید تم ہی میں سے ہو۔“ [سنن الدارمی: ١/٤٩]

شیخ البانی رحمہ اللہ اس واقعے کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وَمِنَ الْفَوَائِدِ الَّتِيْ تُؤْخَذُ مِنَ الْحَدِيْثِ وَالْقِصَّةِ: أَنَّ الْعِبْرَةَ لَيْسَتْ بِكَثْرَةِ الْعِبَادَةِ، وَإِنَّمَا بِكَوْنِهَا عَلَى السُّنَّةِ، بَعِيْدَةٌ عَنِ الْبِدْعَةِ وَقَدْ أَشَارَ إِلٰى هٰذَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقَوْلِهٖ أَيْضًا۔“

”اِقْتِصَادٌ فِيْ سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِجْتِهَادٍ فِيْ بِدْعَةٍ۔“

[السلسة الصحيحة للألبانی: ٥/ ١٣، ١٤]

”اس حدیث اور قصے کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اعتبار کثرت عبادت کا نہیں بلکہ اس کے سنت کے مطابق اور بدعت سے دور ہونے کا ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ملتا ہے:

”سنت کے مطابق عمل میں (کثرت کی بجائے) میانہ روی، بدعتی عمل میں زیادہ کوشش کرنے سے بہت بہتر ہے۔“

مذکورہ واقعے میں دیکھ لیجیے کہ لوگ بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر ہی کر رہے تھے جو نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ نیز ان کی نیت بھی یقیناً صحیح ہی تھی، یعنی ذکر الٰہی کرنا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر اوّل ہلے میں امر خیر ہی سمجھا۔ لیکن اپنی قطعی رائے دینے سے گریز کیا، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور اسے خلاف سنت قرار دیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اتفاق کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے منکر اور خلاف سنت کیوں قرار دیا؟ صرف اس مخصوص کیفیت و ہیئت کی وجہ سے جو ذکر کرنے کے لیے انھوں نے اپنی طرف سے اختیار کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے وہ کیفیت ثابت نہیں تھی، ورنہ ذکر الٰہی کی مشروعیت بلکہ فضیلت سے تو ان کو انکار

نہیں تھا۔ صحابہ کرام ؓ کے دور کے اس ایک واقعے ہی سے سنت و بدعت اور مشروعیت و غیر مشروعیت کی حقیقت کو نہایت آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے بشرطیکہ کوئی فہم صحیح اور قلب سلیم سے بہرہ ور ہو۔ بقول علامہ محمد اقبال:

''سمجھ'' میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

صحابہ کرام ؓ کے دور کی ایک اور مثال:

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا:

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ـ"

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا:

" وَأَنَا أَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا أَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ـ"

''میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ لیکن (چھینک کے موقع پر) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں سکھایا بلکہ ہمیں سکھایا ہے کہ ہم کہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ـ''

اس روایت کی سند میں بعض لوگوں نے کلام کیا ہے۔ لیکن شیخ البانی ؒ کے تلمیذ رشید علامہ سلیم بن عید الہلالی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: البدعة وأثرها السيء في الأمة، ص: ٤٩، طبع: ٢٠٠٦ء، خود شیخ البانی نے بھی اسے ''صحیح الترمذی'' میں درج کیا ہے۔

ایک شامی نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے جواب دیا کہ وہ جائز ہے۔ اس شامی نے کہا: آپ کے والد حضرت عمر ؓ نے تو اس سے روکا ہے؟

حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا:

" أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِيْ نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَأَمْرُ أَبِيْ يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ"

''ذرا بتلا! اگر میرے والد نے اس سے منع کیا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہے تو میرے والد کی بات مانی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کی؟''

اس نے کہا: بل امر رسول الله بات تو رسول اللہ ﷺ ہی کی مانی جائے گی۔

تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا:

" لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ـ" [جامع الترمذی، الحج، باب ما جاء في الجمع بين الحج والعمرة، حديث: ٨٢٤]

''رسول اللہ ﷺ نے تو حج تمتع کیا ہے (اس کے بعد کسی اور کی بات دیکھنے سننے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔)''

حضرت حذیفہ ؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع و سجود اطمینان سے نہیں کر رہا تھا تو حضرت حذیفہ نے اس سے فرمایا:

" مَا صَلَّيْتَ، وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ـ" [صحیح البخاری، الأذان، باب إذا لم يتم الركوع، حديث: ٧٩١]

''تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تجھے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے موت آ گئی تو تو اس فطرت پر نہیں مرے گا جس پر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا ہے۔''

ان واقعات سے بھی صحابہ کرام کے اس جذبہ اتباع رسول اور منہج صحیح کا پتا چلتا ہے جس میں ابتداع (بدعت سازی) کا دور دور تک شائبہ نہیں اور جس کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کو دوسرے لوگوں کے لیے معیار اور کسوٹی قرار دیا۔

﴿ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ ﴾ [البقرة ٢:١٣]

﴿ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ﴾ [البقرة ٢:١٣٧]

نیز ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں کو بھی انہی کی طرح

اپنی رضامندی کا سرٹیفکیٹ اور جنت کی خوش خبری سے نوازا۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ

اسلاف اور ائمہ کا طرزِ عمل:

ان صحابہ کرام کے پیروکاروں کو بھی یہ عظیم مقام کیوں حاصل ہوا؟ اسی جذبہ اتباع اور نفورِ ابتداع کی وجہ سے جو صحابہ کرام کا طرۂ امتیاز اور وجہ افتخار تھا۔ اس کی بھی ایک دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ طلوعِ فجر کے بعد (سنت نبوی کے مطابق دو سنتوں پر کفالت کرنے کے بجائے) دو رکعتوں سے زیادہ پڑھتا ہے اور ان میں رکوع سجود بھی بہت کرتا ہے۔ سعید بن مسیّب نے اس کو اس سے منع کیا تو اس شخص نے کہا: اے ابومحمد! کیا اللہ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دے گا؟ آپ نے جواب دیا:

"لَا، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ عَلٰى خِلَافِ السُّنَّةِ۔" [السنن الکبریٰ، للبیھقی: ٤٦٦/٢، وسنن الدارمی: ١١٦/١]

''اللہ تجھے نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دے گا، سنت کے خلاف پڑھنے پر عذاب دے گا۔''

امام مالک رحمہ اللہ جن کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ جس نے بدعت ایجاد کی اور اسے بدعت حسنہ سمجھا، اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے (نعوذ باللہ) حق رسالت کی ادائیگی میں خیانت کا ارتکاب کیا۔

[الاعتصام للشاطبی: ٦٥/١]

ان کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا: اے ابوعبداللہ! میں احرام کہاں سے باندھوں؟ آپ نے جواب دیا: ذوالحلیفہ سے (جو اہل مدینہ کی میقات ہے) جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا تھا۔ اس نے کہا: میں تو چاہتا ہوں کہ میں مسجد نبوی اور قبر رسول ﷺ سے احرام باندھوں۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کر، مجھے اندیشہ ہے کہ تو فتنے میں پڑ جائے گا۔ اس نے کہا: اس میں فتنے والی بات کون سی ہے، یہ چند میل ہی کا تو فاصلہ ہے جو میں زیادہ کروں گا؟ آپ نے فرمایا:

"وَاَيُّ فِتْنَةٍ اَعْظَمُ مِنْ اَنْ تَرٰى اَنْ سَبَقْتَ إِلٰى فَضِيْلَةٍ قَصَّرَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّىْ سَمِعْتُ اللّٰهِ يَقُوْلُ ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ[النور ٦٣:٢٤]﴾۔"

[الاعتصام للشاطبی: ٥٣٤/٢]

''اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہوگا کہ تو (رسول اللہ ﷺ سے) پیش قدمی کرتے ہوئے مسجد نبوی سے احرام باندھنے کو فضیلت والا عمل سمجھ رہا ہے (جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کیا، گویا) رسول اللہ ﷺ نے اس فضیلت کے حاصل کرنے میں (نعوذ باللہ) کوتاہی کی؟ میں نے تو اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ان لوگوں کو جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان کو کوئی فتنہ (بڑی آزمائش) نہ آلے یا کسی درد ناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔''

اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے بجا طور پر فرمایا:

"مَنِ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ۔" [البدعة وأثرها السی فی الأمة، ص:٢٦]

''جس نے بدعت ایجاد کر کے اس کو اچھا سمجھا (اسے بدعت حسنہ قرار دیا) تو اس نے شریعت سازی کا ارتکاب کیا۔'' جو اللہ کا حق ہے۔''

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أُصُوْلُ السُّنَّةِ عِنْدَنَا التَّمَسُّكُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْإِقْتِدَاءُ بِهِمْ، وَتَرْكُ الْبِدَعِ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔" [اصول السنة......، ص:٢٥۔٣٠ بحواله البدعة وأثرها السی فی الأمة، ص:٢٦]

''ہمارے نزدیک اصول سنت یہ ہے کہ اصحابِ رسول کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور انہی کی اقتدا کی جائے اور بدعتوں کو چھوڑ دیا جائے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

[جاری ہے]

❀❀..........❀..........❀❀

تذکرہ علمائے اہل حدیث

خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کی علمی خدمات *

تحریر: کلیم حسین شاہ (جامعہ سلفیہ اسلام آباد)

مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ان مایہ ناز علماء میں ہوتا ہے جنھیں اپنے علمی کمالات، دینی وجاہت، علمی کردار سے اپنے ہم عصر علماء پر تفوق حاصل تھا جس طرح ستاروں پر چودھویں کے چاند کو۔

مولانا محمد جوناگڑھی اپنے وطن گجرات کاٹھیاواڑ کے مشہور شہر جوناگڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے علاقے کی مشہور میمن برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے ایک اہل حدیث بزرگ مولانا عبداللہ جوناگڑھی سے حاصل کی اس کے بعد دل میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا، اس دور میں دہلی کا شہر ہندوستان میں مادرِ علمی کی حیثیت رکھتا تھا۔ جب آپ نے دہلی کی علمی شہرت سنی تو دل میں ایک اشتیاق پیدا ہوا۔ لیکن آپ کے والد آپ کو وہاں بھیجنے پر ہرگز راضی نہ تھے۔ لیکن آپ کا اصرار بڑھتا رہا آخر والد صاحب نے خرچ نہ دینے کی دھمکی دی۔ لیکن شوقِ علم کے ہاتھوں مجبور ہو کر عبدالسلام نامی دوست کے ساتھ دہلی پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر ''مدرسہ امینیہ'' میں داخلہ لے لیا۔ لیکن جلد ہی وہاں سے عامل بالحدیث ہونے کی وجہ سے خارج کر دیے گئے۔ اسی روز ''مسجد فتح پوری'' میں مغرب کی نماز ادا کی اور وہاں دورانِ نماز ایک صاحب کی آمین کی آواز سنی تو نماز کے بعد ان سے اپنی مصیبت بیان کی۔ انھوں نے مولانا عبدالوہاب دہلوی کے مدرسہ میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ چناں چہ آپ مدرسہ ''دارالکتاب والسنۃ'' صدر بازار دہلی میں داخل ہو گئے۔ وہاں مولانا عبدالوہاب دہلوی، مولانا عبدالرشید دہلوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی سے علوم و فنون کی تکمیل کی۔

دہلی میں تعلیم کے دوران آپ کو منطق و فلسفہ پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ چناں چہ اس وقت کے علم منطق کے معروف استاد مولانا محمد اسحاق کے پاس منطق پڑھنا شروع کر دی۔ مولانا محمد اسحاق کی عمر کا یہ آخری دور تھا ان کی وفات کے بعد مولوی محمد ایوب پراچہ سے منطق کی تکمیل کی۔

آپ اپنی عمر کے ۵۰ سال مکمل کر کے ۱۹۴۱ء میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ آپ کی وفات پر مولانا ابوالعارف شاد اعظمی مؤی نے حسب ذیل تاریخ لکھی:

آہ حضرت العلامہ مولانا محمد جوناگڑھی

لقد مات في الوطن المبارك وفقه
سمي رسول الله شيخ محمد
فقال بقلب الحزن شاد مؤرخا
تخلى الى الله الجميل محمد

اولاد:

مولانا محمد جوناگڑھی کے چار بیٹوں اور تین بیٹیوں کے متعلق معلوم ہو سکا ہے۔ بیٹے:

① ..... مولانا محمد سلیمان جوناگڑھی
② ..... مولانا محمد یعقوب جوناگڑھی
③ ..... محمود جوناگڑھی
④ ..... ابو اسماعیل محمد سلیم میمن جوناگڑھی

بیٹیاں: ① ..... مشہور عالم دین ڈاکٹر مجیب الرحمٰن بنگالی کی اہلیہ ہیں۔ [خدام قرآن]

②...... دوسری صاحبزادی مشہور اہل حدیث عالم مولانا معین الدین لکھوی کی اہلیہ ہیں۔ جو کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سرپرست اور جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کے ناظم ہیں۔ [تحریک اہل حدیث]

③......تیسری صاحبزادی کا ذکر محمد تنزیل صدیقی صاحب نے کیا ہے۔ [مولانا محمد جوناگڑھی حیات وخدمات]

تصنیفی خدمات:

اللہ تعالیٰ نے مولانا جوناگڑھی رحمہ اللہ کو تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے قلم سے شرک وبدعت کا تیاپانچا کر دیا اور برصغیر کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تقلیدی جمود کو پاش پاش کر ڈالا۔ آپ کے قلم سے جو شاہکار علمی اور تحقیقی رسائل اور اعلیٰ کتابیں مرتب ہو کر شائع ہوئیں، وہ اردو زبان میں دینی علوم کا بہت بڑا قابل فخر سرمایہ ہیں۔

مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی لکھتے ہیں کہ ''آپ نے محمدیات کا بے لاگ اور پر اثر سلسلہ شروع کیا۔ اور ان محمدیات میں قلم کی روانی جس طرح قابل تعریف ہے بیان وتذکیر میں بیان کی سحر آفرینی اس سے بھی فزوں تر۔

کہ اگر توحید پر لب کشا ہوں تو سننے والا بے اختیار لا الٰہ الا اللہ پکار اُٹھے اور اگر نعت نبی کریم ﷺ میں نغمہ سرا ہوں تو گویا جیسے بلبل چہک رہا ہے، ریاض رسول میں۔

مزید لکھتے ہیں کہ ''اس لٹریچر سے عساکر موحدین کے ہاتھ میں وہ زبردست حربے آگئے کہ جن کی ضرب سے قصر تقلید میں شگاف ہونے لگے۔

آپ نے ۱۹۲۱ء میں اخبارِ محمدی جاری کیا جس کے ذریعے ملک میں توحید وسنت کی آواز بلند کی۔ اخبار محمدی مدتوں ہندوستان کے مطلع صحافت پر توحید وسنت کا آفتاب ومہتاب بن کر چمکتا رہا۔ جس کی ضیاء پاش کرنوں سے پورا ملک روشن ہوا۔

یہ اخبار آپ کے زیر ادارت ۱۶ سال نہایت کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت اس کی ذمہ داری اپنے تلمیذ مولانا تقریظ احمد سہسوانی رحمہ اللہ کے سپرد کی۔ لیکن وہ اسے زیادہ عرصہ نہ چلا سکے اور ۱۹۴۲ء کے اختتام پر اس اخبار کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مولانا بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''آپ کا اخبار محمدی ایک طویل عرصہ تک توحید وسنت کی اشاعت کرتا رہا جس سے اہل شرک وبدعت کے مکر ودجل کے گریبان چاک ہوتے رہے۔''

اب ہم مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ کی علمی خدمات کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

(۱)......آئینہ محمدی:

اس رسالہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو شکل وصورت کیسی رکھنی چاہیے؟ حجامت کروانے اور خط بنوانے کے کیا شرعی احکام ہیں۔ ساتھ ہی لباس کے متعلق بھی شرعی مسائل کا بیان موجود ہے۔ یہ کتاب ایک آئینہ ہے جو آپ کو شکل وصورت اور لباس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے احکامات بتاتی ہے۔

(۲)......اذانِ محمدی:

اس رسالہ میں اذانِ سحری کی سنت کو صحیح احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

(۳)......اَربعین محمدی:

یہ رسالہ دراصل حاجی محمد خان صاحب بنارسی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ جس میں ۴۰ احادیث، حدیث کی کتب سے جمع کی گئی ہیں۔ مولانا جوناگڑھی نے اس میں دس احادیث کا اضافہ کر کے کتاب کا ترجمہ اور فوائد لکھے ہیں۔

(۴)......ارشاد محمدی:

یہ کتاب ''الارساد الی سبیل الرشاد'' موسوم بہ ''ارشاد محمدی'' مشہور حنفی (دیوبندی) عالم مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ''الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد'' کا ردّ ہے۔ جو کہ ردّ تقلید میں بڑی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔

ارشاد محمدی چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں مولانا تھانوی

کی اثباتِ تقلید کی پہلی دلیل کے ایک سو جواب ہیں۔ دوسرے حصے میں مولانا تھانوی کی اثباتِ تقلید کی دوسری دلیل کے ۵۰ جوابات ہیں۔ تیسرے حصے میں مولانا تھانوی کی اثبات تقلید کی تیسری دلیل کے ۵۰ جوابات ہیں۔ چوتھے حصے میں مولانا تھانوی کی معروف کتاب بہشتی زیور کی ۵۰ غلطیاں نکالی گئی ہیں۔

(۵)......اشعار محمدی:

تقلید کے متعلق مولانا روم (جلال الدین رومی) اور شیخ سعدی کے اشعار کو اس رسالے میں جمع کیا گیا ہے۔ مولانا رومؒ کی ''مثنوی معنوی'' سے یہ اشعار لیے گئے ہیں۔ تقریباً ۱۲۳ اشعار ہیں، جن میں تقلید کی تردید کی گئی ہے۔ جب کہ شیخ سعدی کی کتاب بوستان سے صرف ایک ہی شعر پر اکتفا کیا گیا ہے، مگر اس عمدگی کے ساتھ کہ تمام ابحاث اس ایک ہی شعر میں سما گئے ہیں۔

(۶)......امام محمدی:

خطیب بغدادی کی معروف کتاب ''تاریخ بغداد'' کے ایک حصہ ''سیرت امام ابوحنیفہ'' کا ترجمہ ہے۔ متن میں تاریخ بغداد کے مذکورہ حصے کی عبارت اور حاشیے میں ترجمہ درج کیا گیا ہے۔

(۷)......انصار محمدی:

اس رسالہ میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ؒ اور ان کے متبعین کے عقائد بیان کرتے ہوئے احناف کی تہمتوں کا جواب دیا گیا ہے۔

(۸)......انعام محمدی:

اس رسالہ میں عیدالفطر اور نماز عید کے فضائل و مسائل اور صدقہ فطر وغیرہ کے احکام، نماز عید کی ترکیب اور احکام احادیث کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۹)......ایمان محمدی:

ایمان کی ۷۰ شاخوں کا قرآن وحدیث اور اقوالِ بزرگان سے تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔ یہ دراصل امام بیہقی کی مشہور کتاب شعب الایمان کا اختصار اور ترجمہ ہے۔

(۱۰)......براتِ محمدی:

یہ رسالہ خواجہ حسن نظامی کی رسالہ نادان وہابی کے جواب میں ہے۔ جس میں اہل حدیث کے عقائد کی نشان دہی کرتے ہوئے خواجہ حسن نظامی پر تنقید کی گئی ہے۔

(۱۱)......برہان محمدی:

رفع الیدین کے ثبوت میں ''امام تقی الدین سبکی'' کے رسالہ ''جزء رفع الیدین'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس رسالہ کا ایک ترجمہ مولانا خالد گھرجاکھی ؒ نے بھی کیا ہے۔

(۱۲)......پیغام محمدی:

(۱۳)......تائید محمدی:

اس کتاب میں عقائد سے متعلق مولانا شاہ اسماعیل شہید اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان پر جو تہمتیں لگائی گئی ہیں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ نیز ملا بغدادی کے نام شاہ صاحب نے جو خط لکھا تھا مع ترجمہ اس میں درج کیا گیا ہے۔

(۱۴)......تحفہ محمدی:

اس رسالہ میں عید الاضحیٰ نمازِ عید، قربانی اور عشرہ ذی الحجہ کے احکام وفضائل درج کیے گئے ہیں اور حضرت اسماعیل ؑ اور حضرت ابراہیم ؑ اور بیت اللہ کی تعمیر کے بارے میں معلومات ذکر کی گئی ہیں۔

(۱۵)......تعلیم محمدی:

اس رسالہ میں خواتین کو شرعی حدود میں رکھ کر پڑھنا لکھنا سکھانے کے جواز میں احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔

(۱۶)......تعویذ محمدی:

اس کتاب میں مستند حوالوں سے مسلک اہل حدیث کا برحق ہونا، اور جو نفرت اہل حدیث کے خلاف پیدا کی جاتی ہے اس کا مکمل ردّ اور اس جماعت کا ہمیشہ سے حق پر ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی تقلید کی مستند دلائل سے تردید کی گئی ہے اور طحاوی کی عبارت کا نہایت تصریح وتشریح

سے جواب دے کر بہت سی سودمند بحثیں کی گئی ہیں۔

(۱۷)......تفسیر محمدی:

قرآنِ مجید پر تفسیر کے سلسلے میں جتنا بھی کام ہوا ہے اس کی مثال ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ کام جاری رہے گا۔ قرآنِ مجید کے مفسرین میں بڑے بڑے معتبر نام شامل ہیں۔ انھی مفسرین میں ایک نام امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا بھی ہے وہ معروف مفسر، محدث اور مؤرخ تھے۔ انھوں نے ”تفسیر القرآن العظیم“ کے نام سے قرآن کی تفسیر لکھی جس نے عالمگیر شہرت حاصل کی۔

مولانا محمد جوناگڑھی نے اس عمدہ تفسیر کا ترجمہ کر کے ایک عظیم الشان خدمت سرانجام دی اور اردو دان طبقہ پر احسان عظیم کیا۔ اگر یہ مبارک تفسیر وجود میں نہ آتی تو اردو دان طبقہ ایک قیمتی علمی ذخیرے سے محروم ہو جاتا۔ اس خدمت پر مولانا جوناگڑھی کو جتنا خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

مولانا جوناگڑھی رحمہ اللہ نے اس ترجمے کو ۸ سال کی محنت کے بعد سرانجام دیا۔ پہلے آپ نے اس ترجمے کو بالاقساط اخبار محمدی میں شائع کیا۔

پہلی بار مستقل کتابی شکل میں ۱۳۴۸ھ میں تفسیر محمدی کے نام سے شائع ہوئی۔ دوسری بار بعض ناشرین نے علمی خیانت کا ثبوت دیتے ہوئے مترجم کا نام ذکر کیے بغیر یہ تفسیر شائع کر دی۔ جس پر جماعت اہل حدیث کی طرف سے ان پر کافی لے دے ہوئی۔ اس ساری کارروائی کی تفصیل ہفت روزہ الاعتصام میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ پھر مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی کی طرف سے اس تفسیر کو شائع کیا گیا۔ اس کا ایک ایڈیشن پانچ ضخیم جلدوں میں مکتبہ قدوسیہ کی طرف سے شائع کیا گیا۔ بعد میں مکتبہ قدوسیہ نے ہی تحقیق و تخریج کے ساتھ یہ تفسیر شائع کی۔ تخریج کا فریضہ معروف محقق مولانا حافظ زبیر علی زئی کے تلمیذ جناب نصیر احمد کاشف نے سرانجام دیا ہے۔ حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی تحقیق سے مکتبہ اسلامیہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس اردو ترجمہ کا بنگلہ زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جو مولانا جوناگڑھی کے داماد ڈاکٹر مجیب الرحمٰن بنگالی نے کیا ہے اور ایک انگریزی ترجمہ دار السلام کی طرف سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

مولانا جوناگڑھی کے علاوہ تین اور علماء نے بھی ابن کثیر کا ترجمہ کیا ہے۔

①......مولانا ابراہیم آروی رحمہ اللہ لیکن اس کا صرف ایک پارہ طبع ہوا ہے۔

②......تفسیر الفضل الکبیر، ترجمہ تفسیر ابن کثیر مولانا داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ (ناشر مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی)

③......سفر صغیر ترجمہ ابن کثیر (الجزء الاوّل) اس تیسرے ترجمہ کے مترجم کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔

(۱۸)......توحید محمدی:

اس کتاب میں آیات و احادیث آئمہ اُربعہ اور اقوالِ مجتہدین کے تقریباً ۲۰۰ حوالوں سے مکہ مکرمہ کے مزارات کی تاریخی تحقیق، قبروں کو پختہ بنانے ان پر گنبد اور قبے بنانے کی حرمت اور اُن کا گرانا ثابت کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی موجودہ دور کے علمائے احناف کے فتاویٰ اور مخالفین کی تردید بھی درج کی گئی ہے۔

(۱۹)......ثعبان محمدی:

یہ رسالہ ایک مجہول آدمی کے رسالہ ”جوازِ زیارت قبور الصالحین“ کا جواب ہے۔

جس میں موجودہ دور میں قبروں پر ہونے والی بدعات اور اولیاء اللہ کے متعلق جو مشرکانہ عقائد ہیں ان کی تردید قرآن و حدیث اور فقہ کی کتب سے کی گئی ہے اور جو دلائل ان کی طرف سے دیے جاتے ہیں اُن کا ردّ بھی کیا گیا ہے۔

(۲۰)......ثوبانِ محمدی:

فاتحہ خوانی، نذر و نیاز اور پیر و مرشد کی قبروں پر چلہ کشی اور چادریں چڑھانے کی ممانعت میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(۲۱)......جماعت محمدی:

یہ رسالہ ”کف المومنات عن حضور الجماعات“ مؤلفہ ”مولوی

کفایت اللہ" مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کے جواب میں ہے۔ جس میں قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی کتابوں سے عورتوں کا عید گاہ جانا، مسجدوں میں آنا، مجلس وعظ وتذکیر میں آنا ثابت کیا گیا ہے اور نا جائز کہنے والوں کے تمام دلائل کا ٹھوس جواب دیا گیا ہے۔

(۲۲)......حج محمدی:

اس مختصر رسالہ میں حج وعمرہ کے فضائل، حج نہ کرنے، حج کو ملتوی کرنے کا گناہ، التوائے حج کے تمام دلائل کی تردید اور التوائے حج کے خلاف قرآن وحدیث کی دلائل اور اقوالِ ائمہ ذکر کیے گئے ہیں۔

(۲۳)......حرمت محمدی:

(۲۴)......حقوقِ محمدی:

اس رسالہ میں نبی ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کی تردید میں ۴۰ دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

(۲۵)......حقیقت محمدی:

(۲۶)......حیاتِ محمدی:

اس رسالہ میں بزرگوں کی روحوں کے حاضر ناظر ہونے اور رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ حسی، دنیاوی کے باقی رہنے سے متعلق احناف کے تمام دلائل کا جواب دیا گیا ہے۔

(۲۷)......خطبہ محمدی:

اس رسالہ میں خطبہ جمعہ سامعین کی زبان میں دینے کا ثبوت ۷۰ احادیث رسول سے پیش کیا گیا ہے۔

(۲۸)......خطباتِ محمدی:

خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ ہر موضوع پر جامع مدلل اور مؤثر خطاب فرماتے تھے جس سے سامعین پر ایک رقت طاری ہو جاتی۔ آپ کے مواعظ اور توحیدی خطاب نے ہندوستان میں تقلید اور شرک وبدعت کی بساط الٹ دی اور بلا مبالغہ لاکھوں انسان شرک وبدعات سے تائب ہو کر سچے موحد اور متبع سنت بن گئے۔

مولانا محمد جوناگڑھی نے خطبات سے متعلق ایک کتاب ترتیب دی اور انھیں رسولِ اکرم ﷺ کے جس قدر خطبات میسر آ سکتے تھے۔ تاریخ وسیر اور احادیث وآثار سے اکٹھے کر کے اردو ترجمہ کے ساتھ ایک دلکش مجموعہ تیار کر دیا۔

مولانا مختار احمد ندوی فرماتے ہیں کہ "ہزاروں مساجد کے منبر اس کتاب کی اشاعت سے لاکھوں گھرانے ترانہ محمدی سے گونج اٹھے۔"

(۲۹)......خلافت محمدی:

اس کتاب میں امام کی شرائط بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں اس وقت کوئی ایسا امام نہیں ہے جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا فرض ہو۔

(۳۰)......درّ محمدی:

اس رسالہ میں فقہ حنفی کا نمونہ دکھانے کے لیے ۵۰ مکروہ مسائل جو شرم وحیا ایمان وانصاف اور قرآن وحدیث کے خلاف ہیں جمع کر دیے گئے ہیں۔

(۳۱)......درایت محمدی:

یہ کتاب فقہ حنفی کی معروف کتاب "الہدایہ" پر ایک بے لاگ تبصرہ ہے۔ جس میں اس کتاب کی چھان بین کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ ہدایہ میں امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام ابویوسف، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ کے مذاہب بیان کرنے، تاریخ کے واقعات، موقوف اور مرفوع اور راویوں کے ناموں میں مصنف نے جو فاش غلطیاں کی ہیں اس کی نشان دہی کی ہے اور ہدایہ میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جو بالکل لاپتہ اور بے اصل ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ میں وضاحت کی ہے۔

(۳۲)......درود محمدی:

اس کتاب میں مروّجہ فاتحہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، عرس، جمعرات، چاندرات، شب رات، نذر ونیاز لغیر اللہ وغیرہ۔ غرض موت سے بعد کی تمام رسوم کی تردید قرآن وحدیث، اجماع قیاس، صحابہ،

تابعین، تبع تابعین، محدثین ومجتہدین چاروں اماموں اور چاروں مذاہب کی سینکڑوں دلیلوں سے تفصیل درج کی گئی ہے۔ اور جتنی دلیلیں ان کاموں کے کرنے والوں کے پاس ہیں ہر دلیل کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اس کتاب کو انصاف سے دیکھنے والے ان بدعات اور فضول خرچیوں سے ضرور بچ نکلیں گے۔

(۳۳)......دڑہ محمدی:

یہ مولانا کی ایک معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو میمن سنگھ کے علمائے احناف کے جواب میں لکھی گئی۔ جس میں حنفی کہلوانے کی تردید اور اہل حدیث یا محمدی کہلوانے کا پورا ثبوت دیا گیا ہے۔ نیز وہ مسائل جو اہل حدیث کے حقیقتاً نہیں ہیں لیکن ان کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں۔ ان سے اظہار برأت بھی ہے اور حنفی مذہب کے بعض دلچسپ اور عجیب وغریب مسائل کا بیان بھی ہے۔

یہ مختصر سی کتاب محض تیرہ صفحات پر مشتمل تھی۔ مخالفین اسے برداشت نہ کر سکے اور اس کے تمام نسخوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی گئی۔ اور کلکتہ جا کر آپ کے خلاف توہین مذہب کا مقدمہ دائر کر دیا ان مقدمات کی وجہ سے آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو مقدمہ میں شرکت کرنے کے لیے بار بار کلکتہ جانا پڑتا تھا۔ مقدمہ کے آخری مرحلہ میں جب آپ کلکتہ کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے تو ایک دن ہوٹل سے نکلتے وقت مخالف گروپ کے آدمی نے آپ پر بوتل بم پھینکا جس سے آپ بال بال بچ گئے۔ مخالفین کی ان حرکات کے باوجود کلکتہ ہائی کورٹ نے آپ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

(۳۴)......دلائل محمدی:

اس رسالہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے، رفع الیدین کرنے اور اونچی آواز سے آمین کہنے کے دلائل، احادیث، حنفی مذہب کی معتبر کتب اور اولیاء اللہ کے ملفوظات سے درج کیے گئے ہیں اور حنفی مذہب کے معتبر علماء کا اہل حدیث کی حقانیت اور اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہونے کا فتویٰ اور اہل حدیث کو مساجد روکنے کی حرمت کا ثبوت درج ہے۔

(۳۵)......دلائل محمدی:

اس رسالہ میں احناف کے رسالہ ''صراطِ مستقیم'' کا مکمل جواب دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ الحمد للہ نہ پڑھنے کی دلیلوں کے ۱۶۲ جواب، آمین بلند آواز سے کہنے کی دلیلوں کے ۶۸ جواب، رفع الیدین نہ کرنے کی دلیلوں کے ۸۹ جوابات، ناف تلے ہاتھ باندھنے کی روایت کے ۱۰ جوابات دے دیے گئے ہیں۔

ان چاروں مسائل کا نہایت ٹھوس اور ناقابل انکار ثبوت قرآن وحدیث اور کتب فقہ سے قابل دید ہے۔ [جاری ہے]

* * *

مضمون نگار حضرات متوجہ ہوں

ہفت روزہ الاعتصام میں اشاعت کے لیے مضامین ارسال کرنے والے مضامین نگار حضرات درج ذیل باتوں کا ضروری خیال کیا کریں:

⊙......مضمون خوش خط، صاف ستھرا اور کاغذ کی ایک طرف لکھیں۔

⊙......مدلل، حوالہ جات مکمل یعنی قرآن، حدیث، تفسیر اور تاریخ سے حوالہ جات دیتے وقت سورۃ، آیت نمبر، حدیث نمبر اور طبع وغیرہ کا ضرور ذکر کریں۔

⊙......بامقصد اور مثبت اندازِ فکر پہ مبنی مضامین ارسال کریں۔

⊙......اعلانات اور اشتہارات بھیجنے والے احباب بذریعہ خط اپنے لیٹر پیڈ پر لکھ کر بھیجا کریں۔

⊙......تقریبات اور جلسوں وغیرہ کی رپورٹیں شائع نہیں کی جائیں گی۔

امید ہے احباب الاعتصام کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں گے۔ [ادارہ]

محاذ آرائی فطری بات تھی۔ چناں چہ یہ طبقہ آپ کو ختم کرانے کی تجاویز سوچنے لگا اور آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک شاگرد کو تیس روپوں کے بدلے میں خریدا کہ وہ آپ کو گرفتار کرائے۔ چناں چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے فرد جرم یہ عائد کی گئی کہ انھوں نے ہیکل کو گرانے کی بات کی ہے۔ ''گرفتار کر کے آپ کو (High Priest) کائفا کے پاس لے گئے یہاں آپ پر تشدد کیا گیا منہ پر تھوکا گیا مکے مارے گئے۔''

کیس عدالت میں گیا'' گورنر روم پیلاطوس آپ کو پھانسی لگانا نہ چاہتا تھا لیکن اس پر ان مذہبی لوگوں کا دباؤ تھا اسی کیس کے دوران یہ ہوا کہ ایک مشہور ڈاکو برابا گرفتار ہوا تو مذہبی اجارہ دار اس کے سب سے بڑے سفارشی تھے جب کہ پیلاطوس اسے سزا دینا چاہتا تھا۔ اس نے ان مذہبی اجارہ داروں سے کہا کہ یسوع یا برابا میں سے ایک کو رہا کروں گا اور اس کا ارادہ یسوع کو رہا کرنے کا تھا لیکن یہودی مذہبیوں نے وہاں بلوہ کیا (آج کی زبان میں جلسہ جلوس اور ہڑتالیں) اور مطالبہ کیا کہ برابا کو رہا کیا جائے اور یسوع کو پھانسی دی جائے۔

آنحضرت ﷺ کے دور میں بنو نضیر نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کی، اس بناء پر مدینہ سے نکال دیے گئے فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودیہ نے آنحضرت ﷺ کو دعوت پر بلا کر کھانے میں زہر دینے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں آپ ﷺ کے ساتھ دعوت میں شریک ایک صحابی شہید ہو گئے جس کے قصاص میں اس یہودیہ کو قتل کیا گیا۔

دور صحابہ، اموی دور اور عباسی دور میں یہ لوگ مسلم علاقوں میں نہایت امن اور سکون سے رہے عباسی دور میں یہودیوں کا سربراہ جو گوؤن (Goan) یا یشیوا (Yesheva) کہلاتا تھا وہ جب مسلمان خلیفہ سے ملاقات کے لیے آتا تو پورے شاہی آداب سے آتا تھا۔ اس کے آگے چوبدار باقاعدہ آواز لگاتا ہے اتر کوا طریق لسیدنا ابن داؤد خلیفہ اور تمام درباری اس کا شاہی آداب کے مطابق استقبال کرتے تھے۔

یہ احسان فراموش قوم اپنی اس بے خانمائی (Diaspora) کے دور میں مسلم علاقوں میں حکومت کے ایوانوں سے لے کر کاروباری دنیا میں مکمل طور دخیل تھی۔ اسلامی ریاست میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام چھ صدیوں سے زیادہ عرصہ امن اور ہم آہنگی سے رہے باقی یورپ کی طرح انھیں ظلم وستم کا نشانہ نہیں بننا پڑا۔ لیکن جب مسلم اقتدار کا خاتمہ ہوا تو عیسائیوں نے ان لوگوں کو جبراً عیسائی بنایا، یا پھر قتل کیا گیا۔ عیسائیت قبول کرنے والے یہ یہودی (Canvesos) کہلائے۔ لیکن عام عیسائی انھیں نفرت سے (Marranos) خنزیر کہتے تھے۔

عثمانی ترکوں کے دور میں بھی مسلمانوں کی مہمان نوازی کا لطف لینے والی اس قوم نے مسلمانوں کو یہ صلہ دیا کہ عثمانی خلیفہ سلطان محمد رابع ۱۶۸۷ عیسوی کے دور میں یہودیوں نے شبیتائی زیوی کی قیادت میں ریاست کے خلاف بغاوت کی۔ جب اسے گرفتار کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو یہ مسلمان ہو گیا لیکن اندرونی طور پر یہ یہودی ہی رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے پیروکاروں میں سے دو سو یہودی خاندانوں نے ظاہراً اسلام قبول کیا لیکن اندرونی طور پر یہ یہودی ہی رہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں نماز بھی پڑھتے لیکن خفیہ طور پر اپنے معبدوں (Synogoge) میں عبادت بھی کرتے۔ یہ گروہ دونمہ (Donmeh) کہلائے (اتاترک اور اس کے ساتھی اسی تحریک کے رکن تھے اسی شبطائی فرقہ میں ایک اور گروہ پیدا ہوا جس کا سربراہ جیکب فرینک 1791 تھا۔ اس نے جنسی آزادی کا نعرہ لگایا آج کے دور کے بہت سے جدید رجحانات سیکولرازم، تشکیک پسندی، دہریت، عقلیت پسندی، منفیت پسندی، تکثیریت اور عقیدے کو نجی معاملہ سمجھنا کے پیش رو یہی یہودی ہیں۔

اپنی اس بے خانمائی (Diaspora) جسے قرآن نے ضربت علیھم الذلة والمسکنة کہا ہے کے دور میں یہ قوم ایک طرف مسلم علاقوں میں بڑے مزے سے رہ رہی تھی جب کہ یورپ میں اس کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک ہو رہا تھا وہ ہم جناب پروفیسر سید ندوی کی کتاب ''فلسطین اور بین الاقوامی سیاست سے اختصاراً بیان کرتے ہیں جو انھوں نے مشہور یورپی مؤرخ سولوویلمیر (Solowillmayer) کی

کتاب (A Social and Religious History of US) کے حوالے سے نقل کیا ہے، پروفیسر موصوف لکھتے ہیں:

”شرق اوسط میں بربادی اور تاراجی کے بعد یہودی سارے عالم میں تتر بتر ہوگئے۔ عارضی طور پر انھیں یورپ میں پناہ ملی۔ دوسری، تیسری اور چوتھی صلیبی جنگوں میں (ان کے منفی رویوں کی وجہ سے) ان کے خلاف نفرت بھڑکی۔ ان کے اخراج کی تحریک تمام بڑے شہروں میں شروع ہوئی۔ انگلینڈ جہاں انھیں ابتدائی امان ملی یہودیوں کے اخراج کا مرکز بن گیا۔ ۱۲۹۰ء میں ایڈرورڈ اوّل نے ان کو انگلستان سے نکال دیا۔ ۱۳۰۶ء میں فرانس سے نکالے گئے جرمنی میں ۱۳۴۸ء میں ان سے اتنی نفرت تھی کہ ان کی آبادیوں میں کنوؤں میں زہر گھول دیا گیا۔ ۱۳۹۱ء سے ۱۴۰۱ء تک اسپین میں ان کا قتل عام رہا۔ ۱۴۹۷ء میں پرتگال نے بھی چن چن کر یہودیوں کو ملک بدر کر دیا۔ یورپ کا مذہبی طبقہ بھی ان سے نفرت کرتا تھا۔ پوپ معصوم سوم نے ان کے لیے ذلت کے نشانات (Badge) بنوائے اور مذہبی طور پر یہودیوں کو پابند کیا کہ وہ یہ بیج پہن کر رکھا کریں۔ ۱۶۴۸ء سے ۱۶۴۹ء میں پولینڈ میں ان کا قتل عام ہوا۔ تقریباً پورے یورپ میں یہودیوں پر ایک ذلت ٹیکس (Humiliating toll) عائد تھا جو وہ اپنے پالتو جانوروں پر بھی دیتے تھے۔ فرانس کا مشہور مفکر والٹیئر باوجودیکہ آزادیوں کا علمبردار تھا یہودیوں سے سخت نفرت کرتا تھا۔ انقلاب فرانس کا عظیم ہیرو نپولین ان کو شک کی نظر سے دیکھتا تھا۔ برطانیہ میں جب ۱۷۵۰ء میں ان کے حقوق کا بل پاس ہوا تو عوام نے اس قدر احتجاج کیا کہ دسمبر ۱۷۵۳ء میں یہ بل منسوخ کرنا پڑا۔ مغربی یورپ میں اس رویے کی وجہ سے یہ لوگ مشرقی یورپ کے ممالک روس، پولینڈ، رومانیہ منتقل ہونے لگے۔

قوموں کے باہمی تعلقات میں یہ ہے اس قوم کا مقام جو یقیناً اس کے اپنے کردار کا پیدا کردہ ہے۔ تاریخی [illegible] زداریوں کی حامل یہ قوم ماضی

شرعی اصول ومقاصد کی روشنی میں جدید مالیاتی مسائل کا حقیقت پسندانہ جائزہ

دوسرا ایڈیشن
32 اضافی صفحات کے ساتھ

شائع ہوکر منظر عام
پر آگیا ہے

دورِ حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم

ازقلم: حافظ ذوالفقار علی شیخ الحدیث ابوہریرہ شریعہ کالج لاہور

☆ انتہائی مفید، مدلل، علمی اور تحقیقی اہمیت کی حامل۔ ☆ ملک کے معروف تعلیمی ادارے جامعہ رحمانیہ لاہور کے نصاب میں شامل
☆ دیدہ زیب جلد، بہترین کاغذ اور معیاری طباعت۔ ☆ صفحات: 240 ۔ ☆ قیمت: -/200 روپے۔
☆ براہ راست منگوانے پر 40% رعایت ڈاک خرچ بذمہ خریدار۔ ☆ دینی مدارس کے طلبہ کے لیے خصوصی رعایت

ملنے کے پتے:
مکتبہ اسلامیہ، اسلامی اکادمی، مکتبہ قدوسیہ، نعمانی کتب خانہ، البدر پبلی کیشنز اُردو بازار لاہور۔ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ، مکتبہ دار السلام لوئر مال لاہور۔

ناشر: ابوہریرہ اکیڈمی 37۔ کمرشل کریم بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون 042-5417233

کی طرح آج بھی ہر جگہ ہر علاقے اور ہر قوم کے ہاں نفرت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ جس کا اقرار یہودی قوم کے نجات دہندہ Theodore Hertzel کو بھی تھا۔ ہرتزل کو یقیناً اس کا جواب بھی معلوم تھا اور وہ تھا ان کی یہ تاریخی بدکرداریاں اور احسان فراموشیاں جو آج کتب تاریخ و مذاہب میں پوری طرح محفوظ ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے (بنی اسرائیل) درمیان مبعوث ہونے والے ہر نبی کی زبان سے لعنت کے مستحق بنتے رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آج تک دنیا کی پوری قیادت ماسوائے موجودہ امریکی صدر بش (اور اب اوبامہ) کے ان کو نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔

ہم نے بنی اسرائیل کا یہ سارا کردار ان کے مذہبی لٹریچر کی روشنی اور حوالہ جات سے بیان کیا ہے۔ اگر اس کی پوری تفصیل کو سمویا جائے تو ان کا قومی مزاج دو خصائص پر مبنی دکھائی دیتا ہے۔ ایک نسلی تعلّی دوسرے ہوس زر۔ ماضی کی تاریخ ہو یا حال کا ذکر یہ قوم جس علاقے اور جس ملک میں گئی اپنے نسلی تعلّی کی بنا پر اقلیت میں ہونے کے باوجود وہاں کی تہذیب کو قبول کرنے کی بجائے انھوں نے وہاں اپنا کلچر تھوپنے کی کوشش کی۔ مثال کے طور پر اٹلی اور جرمنی میں عیسائیوں سے مختلف نظر آنے کے لیے یہ اپنا مخصوص لباس پہنتے شاید اسی بناء پر ان ممالک میں ان پر الزام لگا کہ یہ اپنی بعض مذہبی رسومات کی خاطر عیسائی بچوں کو اغوا کر کے ذبح کرتے ہیں۔

نسلی تعلّی کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ اپنی تہذیبی برتری کا اظہار، دوسرے دوسروں کے مذہب پر ناروا تنقید۔ چناں چہ ان کے مذہبی لٹریچر عیسائیت کے بارے میں خاصہ منفی مواد موجود ہے۔ (آنجناب ﷺ کے بارے میں ڈنمارک کے یہودی اخبار کے کارٹون کا پس منظر یہی ہے۔) چناں چہ ۱۲۳۹ء میں ایک فرانسیسی یہودی نکلس دائیں نے عیسائی مذہب قبول کیا تو اس نے پاپائے اعظم گریگوری نہم کے سامنے تالمود کی وہ عبارات پیش کیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیچڑ اچھالا گیا تھا جس پر پوپ کے حکم سے تالمود کے تمام نسخے جلا دیے گئے۔

اس طرح اپنے مذہب کی بناء پر فرانسیسی سوسائٹی کو خراب ان کی ہوس زر نے کیا۔ شاہ فرانس نے ۱۳۶۱ء میں ان سے قرض لیا جس کی شرائط میں یہودیوں نے یہ شرط رکھی کہ اگلے بیس سال تک اس رقم پر سود عوام ادا کریں گیا ور شرح سود دوگنا ہوگی لیکن یہ سود تیس سال تک وصول کیا جاتا رہا۔ اس طرح ان کی ہوس زر نے عوام کے دلوں میں ان کے خلاف جذبات مشتعل کیے۔

اس وقت امریکا میں بھی صورتِ حال کچھ ایسی ہی بنتی جا رہی ہے۔ ہوس زر کی خاطر ان کے اخلاقی ضابطے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے اور اب امریکا میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ دولت کی خاطر وہاں ہر برائی پھیلا رہے ہیں۔

آج اس ملک کی ہوس زر کا یہ عالم ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ جس ملک کو امریکا مدد مہیا کرتا ہے وہ اسرائیل ہے۔ چناں چہ Roan David مشہور امریکی مصنف لکھتا ہے کہ ’’امریکا ہر سال اسرائیل کو تین ارب ڈالر فنڈ مہیا کرتا ہے۔ یہ امداد فی اسرائیلی 1000 اور فی اسرائیلی سپاہی 9000 ڈالر بنتی ہے۔ اس رقم میں اسرائیل کو مہیا کیا جانے والا اسلحہ شامل نہیں ہے۔

اس طرح یہ قوم آج امریکی عوام پر بوجھ بنی ہوئی ہے۔ ہوس زر ہی کی وجہ سے اسرائیل عورتوں کی خرید و فروخت کا ایک بڑا مرکز ہے۔ لاہور سے شائع ہونے والے اردو ہفت روزہ ’’ندائے ملت‘‘ نے لندن سے شائع ہونے والے مشہور عربی جریدے سے ’’المجلة‘‘ کے حوالے سے ایک مضمون میں بیان کیا ہے۔ ’’یہاں (اسرائیل) میں پوری دنیا بالخصوص روس سے لڑکیاں لائی جاتی ہیں جن کی قیمت ایک ہزار سے چار ہزار ڈالر تک ہوتی ہے۔ یہاں عورتیں کرائے پر بھی مہیا ہوتی ہے۔ 150، 300، 5000 شیکل (Shequel) اسرائیلی کرنسی میں آدھے گھنٹے کے لیے کرائے پر عورت مل جاتی ہے۔ جب کہ منشیات، ایڈز اور منی لانڈرنگ کا بھی یہ ملک ایک بڑا مرکز ہے۔

ہوس زر نے اس ملک کے معاشرے کا یہ رنگ بنا دیا ہے یوں یہ ملک اپنے ان تین خصائص کی بنا پر دنیا کی اخلاقیات کی تباہی کا سامان پیدا کر رہا ہے۔

اس ملک کی قتل و غارت گری کی پالیسی بھی کوئی پوشیدہ شے نہیں ہے۔ اسرائیل کی اس قتل و غارت گری کا اعتراف خود اسرائیلی اہل علم کو بھی ہے۔ تعصب کا یہ عالم ہے کہ اگر یہودی یہودی کا یا غیر یہودی یہودی کا قتل کر دے تو نظام عدالت حرکت میں آ جاتا ہے اور اگر کوئی یہودی غیر یہودی کا قتل کر دے تو وہاں کے عدالتی نظام کے تحت جرم نہیں ہے۔

فلسطینیوں کے قتل عام کے بارے میں ماہنامہ ترجمان القرآن، معروف اسرائیلی مؤرخ ایلان پاپ (Ilan Pape) جو 2007ء تک حیفہ یونیورسٹی میں پروفیسر رہے ہیں، کی کتاب The Ethnic cleansing of palist کے حوالے سے لکھتا ہے: ''دسمبر 1947ء سے 1949ء تک فلسطینیوں کا مسلسل 31 بار قتل عام ہوا۔ یہودیوں نے فلسطینیوں کی 418 بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔''

ماہنامہ مذکورہ مؤرخ کے حوالے سے مزید لکھتا ہے کہ موصوف نے جنوری 2008ء میں مانچسٹر میٹرو پولیٹین یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: ''جس طرح فلسطینیوں کا نسلی صفایا ہوا ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اسرائیل نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قتل عام کر کے نصف سے زیادہ فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ہے، جو اب دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔

یہ دہشت گردی کی تاریخ کا وہ تسلسل ہے جو انبیاء کے قتل سے شروع ہو کر فلسطینیوں کے قتل تک آ پہنچا ہے۔ اپنے انبیاء کی قاتل قوم غیر یہودی نسل کے لوگوں کی طرف انسان دوستی کا ہاتھ کیسے بڑھا سکتی ہے یہ سوچنا بھی حماقت ہے۔

اخلاقی گراوٹ کے لحاظ سے بھی اسرائیل دنیا کے ممالک میں صف اوّل پر ہے۔ آج انسانیت جس بداخلاقی و بدکرداری کی طرف جا رہی ہے اس میں بھی مکمل طور پر اسرائیل کا ہاتھ ہے۔ یہودی نیٹ ورک میں Fox life چینل کے شرمناک پروگرام اور انٹرنیٹ پر حیا سوز فلمیں یہودی بداخلاقی کی زندہ تصویر ہیں۔ تل ابیب قوم لوطیت کا دنیا میں ایک بڑا مرکز ہے۔ یہاں کا Gay Pride Center مشہور ہے جہاں ہر سال ایک لاکھ Gay جلوس نکالتے ہیں۔

اسرائیل میں شراب سازی کی صنعت بڑے زوروں پر ہے۔ تقریباً دو درجن کارخانے اسرائیل میں شراب بناتے ہیں۔ یہاں کی تیار کردہ شراب فرانس جو شراب سازی میں سے سب سے آگے ہے، کی شراب سے زیادہ پسند کی جاتی ہے۔ شراب کے بنانے کے لیے بوتیک شراب ساز کارخانے (Boutique Wineries) قائم کیے گئے ہیں۔ ان میں مشہور بوتیک یروشلم کے مغرب میں جوڈیا کے پہاڑوں میں ہے۔ اس کی تیارہ کردہ شراب کو مسلسل تین سال (Wine of the year) کا اعزاز مل چکا ہے۔

فحاشی کے پھیلاؤ کے لیے روشن خیالی (Enlightenment) کی اصطلاح یہودی تاریخ کی ایجاد ہے۔ جس کے مطابق اٹھارہویں صدی میں مشرقی یورپ کے آرتھوڈکس یہودیت کی تحریک برائے تحفظ یہودی تہذیب اٹھی تو اسی دور میں اس کے برعکس مغربی یورپ میں یہودیوں میں اخلاقیات سے آزادی کی تحریک چلی۔ اس تحریک کا کرتا دھرتا ایک یہودی موسیٰ فینڈلسن (Moses Mondelessohn) 1786 عیسوی تھا۔

اس تحریک کو مزید تقویت انقلاب فرانس اور نپولین کی فتوحات نے مہیا کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں نے اپنی معاشرتی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے اخلاقی آزادی Emancipation آزاد خیال Liberlism اور Enlightenment روشن خیال کی بنیاد پر Reform Judaism کے نام سے یہودی مذہب میں ایک تبدیلی قبول کی۔ اس روشن خیالی کے نتیجے میں یہودی سوسائٹی میں تین بڑے کام ہوئے:

①...... مذہب اور معاشرت دو الگ الگ چیزیں تسلیم کی گئیں،

اس کے مطابق مذہبی لحاظ سے یہودیت کا مکمل وفادار رہتے ہوئے مغربی تہذیب کو مکمل طور پر اپنا لیا گیا۔ یہی چیز اب مسلمانوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

②...... یہودی لٹریچر کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کے تحت مسلمانوں کو یہ ترغیب دینا ہے کہ وہ اپنی تمام مذہبی کتب بشمول قرآن کو صرف دیگر زبانوں میں شائع کیا جائے اور اصل ٹیکسٹ سے جان چھڑوائی جائے۔ اسی بناء پر آج کل صرف تراجم قرآن شائع کرنے کی مختلف جانب سے کوششیں ہورہی ہیں۔

③...... خواتین کو صومعہ میں ربی کے طور پر قبول کیا گیا۔ بالکل اسی انداز میں مسلم سوسائٹی میں بھی اس قسم کی کوشش کی جارہی ہے کہ مساجد میں خواتین ائمہ رکھی جائیں۔ قارئین کو یاد ہوگا کچھ عرصہ قبل امریکا کی کسی مسجد میں پینٹ شرٹ میں ملبوس ایک خاتون نے امامت کروائی تھی جس کی تصاویر معہ خبر اخبارات میں چھپی تھیں۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ ہمارے ہاں بعض نام ونہاد مذہبی تنظیمیں تبلیغ دین کے بہانے عورتوں میں دروس قرآن کا اہتمام کرتی ہیں اور اس میں خواتین کی نماز باجماعت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ اصل مقصد تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے جس کی خاطر ان تنظیموں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ان تمام معروضات کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ

①...... اللہ کے احکام سے علی الاعلان روگردانی کرنا اس قوم کا شیوہ رہا ہے۔ اس سلسلے میں یہ قتل انبیاء سے بھی نہیں چوکے۔

②...... ہوس زر کی بناء پر بداخلاقی اور بدکرداری پھیلانا ان کے قومی کردار کا حصہ ہے۔ آج بھی یہودیوں کے ذرائع ابلاغ اس تسفیل میں لگے ہوئے ہیں۔

③...... مختلف عالمی اداروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے دنیا کی دولت کو سمیٹا جارہا ہے۔

④...... پوری دنیا کے کسی بھی علاقے میں ہونے والی قتل وغارت گری میں ان کا پورا پورا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں John Parkans کی کتاب "Confession of an economic hit man" اور Andrew Carringtion کی Synagoge of Shatan کا مطالعہ ضروری ہے۔

امریکا کے اس متبنیٰ کی عالمی دہشت گردی اب اس حد تک بڑھی ہے کہ 9/11/2001 کو امریکا نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو اس نے تباہ کرایا اور اس کی ذمہ داری ایک ایسے فرد پر ڈال دی جو شاید زندہ ہے بھی یا نہیں۔ اگر زندہ ہے تو اپنی جان بچانے کے لیے چھپتا پھرتا ہے۔ ہماری مراد اسامہ بن لادن ہے۔ یہ ڈرامہ رچا کر مسلم علاقوں کو تاراج کیا گیا حالاں کہ خود امریکی اداروں کی رپورٹ یہ ہے کہ یہ کام القاعدہ کا نہیں۔ چناں چہ مشہور امریکی رسالہ ٹائم کی رپورٹ ہے:

> " Al-Qaeda is not Responsible for the destruction of the world trade Center. "

اب امریکا سے باہر کی دنیا بھی یہ کہہ رہی ہے کہ یہ سب کچھ مسلم ممالک کو تاراج کرنے کے لیے صیہونیوں کے ایماء پر امریکن C.I.A اور اسرائیلی ایجنسی موساد نے کیا ہے۔ چنانچہ اٹلی کے سابق صدر فرانسکو کوسی گا کا یہ بیان اٹلی کے سب سے مقبول اخبار Corrlere Della Sera میں چھپا جس میں انھوں نے کہا:

> "All the intelligence services of America and Europe now know well that the disastrous attack has been planned and realized from the CIA American and the Mosad with the aid of the Zionist World in order to put under accusation the Arabic Countries and in order to induce the western powers to take part in Iraq and Afghanistan. "

اسرائیل کی یہ عالمی دہشت گردی ختم نہیں ہوئی ہے۔ یہ ایک آتشہ سے اب دو آتشہ ہوتی جارہی ہے۔ حالات بتاتے ہیں کہ مستقبل میں اس نے دو کام کرنے ہیں۔ ان میں ایک تعمیر ہیکل ہے جس کی خاطر

وہ عالمی امن عالم کو بھی بھسم کر دے گا۔ وہی ہیکل جس کا کوئی وجود نہیں ہے اور جس کو گرانے کی بات کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستوجب صلیب قرار پائے تھے۔ اور دوسرے ایسا عالمی صیہونی نظام جس کا اقتدار براہِ راست اس کے ہاتھ میں ہوں کی خاطر اقوام متحدہ کو ایک عالمی حکومت کے طور پر تسلیم کرایا جائے گا۔ مگر اس سے پہلے وہ تعمیر ہیکل کے ذریعے مسلم دنیا کا ردّ عمل دیکھنا چاہتا ہے ان کو اس عالم گیر صیہونی اقتدار کی نوید بائبل جوان کی بدکرداریوں کی مسلمہ مقدس داستان ہے بتاتی ہے۔ جس کے مطابق ''ان کا بادشاہ (مسلمانوں کے مطابق دجال) گدھے پر سوار آ رہا ہے۔ جو قوموں کے درمیان انصاف قائم کرے گا وہ سمندر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک حکومت کرے گا۔ دریائے فرات سے زمین کے آخری سرے تک اس کی حکمرانی ہوگی۔ وہ (یہودی قوم) اپنے دشمنوں کو برباد کریں گے۔ یہ دور بہت اچھا اور خوب صورت ہوگا ان کے نوجوان اناج اور شراب پر توانا ہوں گے۔

یہ ہے وہ نوید جس کی خاطر اسرائیل تعمیر ہیکل چاہتا ہے۔ اسرائیل کے اس پروگرام کی تفصیلات دیکھنی ہوں تو صدر جانسن کے دور میں امریکی وائٹ ہاؤس کی ترجمان گریس ہال (Grace Haulsell) کی کتاب Forcing God`s Hando کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ محترمہ نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے بذات خود اسرائیل کا دورہ کیا اور اس بارے میں وہاں کے مذہبی اور سیاسی ارباب اقتدار کے خیالات سنے اور وہ حیرت زدہ ہیں کہ تمام یہودی اور Evenglican عیسائی مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل کی تعمیر کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔

محترم قارئین اس سے آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ ہیکل کی تعمیر ان کی خوشحالی اور مادی ترقی نیز مذہبی شعار کی بحالی کے لیے ضروری ہے۔ اور ہر قوم کو اپنی خوشحالی اپنی مادی ترقی اور اپنے مذہبی کلچر کی بقاء اور ارتقاء کا حق حاصل ہے۔ اسرائیل کو بلاشبہ اس تمام کا حق حاصل ہے لیکن عرب علاقوں پر غاصبانہ قبضہ کر کے نہیں۔ کیا کسی دوسری قوم کے مذہبی

توحید باری تعالیٰ کے بارے میں (4) تقریری و تحریری مقابلہ

عقیدہ توحید اعتقاد اور صرف آخرت کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کے انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ توحید نظامِ کائنات کی بقا کی ضامن اور شرک کائنات کے بگاڑ کا سبب ہے۔ توحید ہی دین کی ابتداء اور انتہاء ہے باقی ارکان اس کے تقاضے ہیں۔ اس لیے تمام انبیاء اپنی دعوت کی ابتداء عقیدہ توحید سے کیا کرتے تھے۔ یہ جز وقتی دعوت نہیں بلکہ ہمہ وقت اور ہمہ گیر تحریک ہے۔ یہی پاکستان کی بنیاد ہے۔ وطن عزیز میں مساجد سے باہر پہلی دفعہ اس تحریک کا آغاز ہوا۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ اپنی اپنی جماعتوں میں رہ کر اخلاقی، تبلیغی تعاون فرمائیں۔ توحید کا شعور اور شرک کے خلاف رائے عامہ بیدار کرنے کے لیے تقریری، تحریری مقابلے اور مذاکرے شروع ہیں۔ اس سے پہلے صوبہ سرحد، راولپنڈی، گوجرانوالہ، لاہور ڈویژن کے مقابلے ہو چکے ہیں۔

زیر صدارت ڈاکٹر زعیم الدین لکھوی جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

مقام: جامعہ محمدیہ حق بازار اوکاڑہ بتاریخ: 17 مئی بروز اتوار 10 بجے دن

جج صاحبان: پروفیسر عبداللہ کلیم، مولانا احمد یار صدیقی، مولانا ساجد الرحمن ناظم جامعہ اشاعۃ الاسلام۔

مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالرزاق، شیخ الحدیث مولانا اصغر حازم، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجووال، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد، مولانا عبداللہ یوسف شیخ الحدیث مولانا نعیم الحق، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف

خطاب: حافظ عبدالغفار المدنی، پروفیسر عبید الرحمن محسن۔ کنوینر تحریک سوالات کے جواب دینے کے ساتھ تحریک کا مقصد بھی بیان کریں گے۔

عنوانات ① اللہ تعالیٰ کی صفتِ الٰہ کی جامعیت اور اس کے تقاضے۔ (قرآن مجید میں لفظ الٰہ اللہ تعالیٰ کی کس کس صفت کے لیے استعمال ہوا ہے) ② توحید کے انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات۔ ③ توحید کی اہمیت و فرضیت۔ (ہندو، سکھ، عیسایت اور بدھ مت کی نظر میں) ④ شرک کے اخلاقی، معاشرتی اور معاشی نقصانات۔ ⑤ دورِ نبوت میں اہل مکہ، یہودی اور عیسائی شرک کی کون کون سی اقسام میں مبتلا تھے۔ ہر مقرر کو آٹھ منٹ وقت دیا جائے گا۔

تقریری مقابلہ میں حصہ لینے کے مجاز ① صرف ساہیوال ڈویژن کے مدارس۔ ② شرکت کرنے والے طلبہ ایک ہفتہ پہلے تحریراً مطلع فرمائیں۔ یاد رہے تمام مسالک کے طلبہ شرکت کر سکتے ہیں۔

تحریری مقابلہ اور اس کی تاریخ: اس میں علاقہ کی کوئی قید نہ ہے۔ مندرجہ بالا مقالہ جات میں سے کسی عنوان پر مقالہ فل سائز کاغذ ۳۰ صفحات پر خوشخط مکمل حوالہ جات کیساتھ 16 [illegible] تک ہیڈ آفس جامعہ ابو ہریرہ پہنچنا چاہیے۔ انعامات تقریری مقابلہ کے مطابق ہونگے۔

دیگر مقابلے اور مذاکرے: ملتان، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان ڈویژن: 24 مئی بروز اتوار، 10 بجے صبح، بمقام: جامعہ محمدیہ عام خاص باغ ملتان۔

2000 [illegible] اوّل انعام: 1500، دوم: 1200، سوم: 900۔ [illegible] 0442-651053

الداعی: میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان کریم بلاک مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور 0333-4566379,042-5417233

شعائر کو نقصان پہنچانے کا بھی حق حاصل ہے یقیناً نہیں ہے۔ اس قسم کا حق اقوامِ متحدہ کے بنیادی حقوق کے ضابطوں سے لے کر کسی ملک کا کوئی ضابطہ نہیں دیتا۔ اس مقصد کے لیے اسرائیل مسجد اقصیٰ کو شہید کرنا چاہتا ہے اور مسجد اقصیٰ کی شہادت میں رکاوٹ بننے والے یا اس کی حفاظت کے تمام عوامل کو ختم کیا جارہا ہے۔ مسلمانوں کا باہمی اتفاق اس میں بڑی رکاوٹ تھا جس کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں میں عرب، عجم کی تقسیم پیدا کی گئی۔

(2005ء کے O.I.C کے اجلاس کے مشترکہ اعلامیہ میں اعلانِ مکہ میں بے حس عربوں نے یہ اعلان کر کے پوری مسلم دنیا کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی کہ عربوں کے مسائل عرب خود حل کریں گے) پھر عربوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کے ذریعے مصر کو باقی عربوں سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ عراق، کویت اور سعودی عرب کو باہم لڑایا جارہا ہے۔ اس وقت مسجد اقصیٰ کے تحفظ میں سب سے بڑی رکاوٹ ایک مسلم ایٹمی ملک (پاکستان) پاکستانی قوم اور افواج پاکستان ہیں۔ اس وقت پاکستان افغانستان سرحدی علاقے میں جو کچھ کرایا جارہا ہے وہ پاکستانی کی ایٹمی صلاحیت پر قبضہ کرنے کے لیے کرایا جارہا ہے۔

اہل پاکستان کے مورال کو گرانے کے لیے مملکت خداداد پاکستان کی خاطر کچھ کر گزرنے والوں کو سامانِ عبرت بنایا ہے۔ بھٹو مرحوم، ضیاء شہید، محسن پاکستان ڈاکٹر قدیر خان وغیرہ کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ اس سلسلے میں یہودیوں کے سب سے بڑے یہودی مربی سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر کا یہ بیان سامنے رہنا چاہیے۔ ''کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں پر کنٹرول امریکا کی پہلی ترجیح ہے پاکستان میں جمہوریت کا ارتقاء اور امریکی نیشنل سیکورٹی کے مفادات یکساں طور پر نہیں چل سکتے۔'' اس سلسلے میں پاکستان کے مشہور روزنامے نوائے وقت 8 نومبر 2007ء کا اداریہ ''امریکی منصوبہ'' کے عنوان سے تھا جس کے مطابق امریکا نے پاکستان کے جوہری پروگرام پر قبضہ کرنے کے لیے فوج بھیجنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

یہودی، عیسائی اتحاد ہیکل کی تعمیر پر متفق ہیں۔ اس کا ایک ثبوت پاکستان میں بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور سے فروخت کی جانے والی اردو بائبل ملاحظہ ہو۔ جس کے آخر میں ''ہیکل کی عمارت کا پلان'' کا عنوان دیگر تعمیر ہیکل کا پورا نقشہ دیا ہوا ہے۔ یہ کتاب میں نے چند دن پہلے خود خریدی ہے۔ اس سے پہلے بائبل میں اس قسم کے نقشے نہیں ہوتے تھے۔ مسجد اقصیٰ کی بقاء وعدم بقاء اور تعمیر ہیکل کے سلسلے کے یہ ظاہری حالات ہیں۔ ہیکل کے نام پر عالمی دہشت گردی مچانے والوں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ہیکل کی تخریب کی پیشگوئی پوری ہی تب ہوتی ہے جب کہ یہ قیامت تک نہ بن سکے۔ نبی کی یہ پیشگوئی بہرحال پوری ہو کر رہے گی اور بائبل کی یہ بات بھی پوری ہو کر رہے گی جس میں یسعیاہ نبی نے فرمایا تھا۔ اے یروشلم مقدس شہر اپنا خوشنما لباس پہن لے کیوں کے آگے کوئی مختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا۔ اور قرآنِ کریم نے یہی بات یوں فرمائی تھی:

﴿ وإذ تأذن ربك ليبعثنّ عليهم الى يوم القيامة من يّسومهم سوء العذاب .'' [الاعراف: ١٦٧/٧]

''تیرے ربّ نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ ان (یہود) پر قیامت کے دن تک کسی ایسے کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو شدید عذاب میں مبتلا رکھے۔''

آج کی دنیا کے فرعونوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ذہنوں میں رکھنا چاہیے جو اس نے اس قوم کے بارے میں بائبل اور قرآن میں بیان کیا ہے آخری فیصلے اس خالق و مالک اور حاکم کائنات ہی کے چلتے ہیں۔ اس صورت حال میں دیکھنا یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کے اصل اہل اقتدار کیا کرتے ہیں۔ یہاں پاکستان کے عوام مذہبی اور سیاسی طبقے کی ملی غیرت اور سیاسی سمجھ بوجھ کا امتحان ہے۔

معمار حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز

[بہ شکریہ فکر ونظر۔ اسلام آباد]

* * *

افکارِ معاصرین

لمحۂ فکریہ!

اوریا مقبول جان

یہ سب جو میڈیا کے کیمروں کے سامنے خوشنما ملبوسات میں چہرے پر مصنوعی غصہ طاری کر کے جذبات میں ڈوبے ہوئے آتشیں لفظ بول رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی بارود کے دھوئیں کی ڈوبی ہوئی وادیاں گولیوں کی گھن گھرج میں خوف کا منظر، آہن و آتش سے تپتی ہوئی زمین اور گھروں میں اپنا کل اثاثہ چھوڑ کر پناہ گاہیں تلاش نہیں کیں۔ کہیں آواز بلند ہوتی ہے کہ رٹ قائم کرو۔ حکومت کبھی اتنی بھی کمزور ہوتی ہے۔ کہیں غصے میں تلملاتی ہوئی گفتگو سنائی دیتی ہے یہ طالبان ہیں۔ لینڈ مافیا ہے ڈرگ مافیا جنگ کرو، ختم کردو، یہ سب لوگ کیوں چلا رہے ہیں۔

انہیں اچانک اس ملک اور اس کی حکومتی رٹ کا اس قدر خیال کیسے آگیا ہے۔ وہ انسانی حقوق کی علمبردار خواتین جن کے باتھ رومز میں اگر کاکروچ گھس آئے تو ان کی چیخیں آسمان پر ہوتی ہیں۔ جو گذشتہ بیس سال سے پاکستان کی فوج کو اس ملک کی معیشت پر بوجھ، دوسروں کے لیے لڑنے والے کرائے کے قاتل، اور ہندوستان سے دشمنی میں ڈوب کر خطے کا امن، دوستی اور بھائی چارہ تباہ کرنے والی فوج کہا کرتے تھے۔ آج وہ اسے اس خطے میں حکومتی رٹ کے لیے ابھارتے ہیں۔ انہیں اپنوں سے لڑنے کی ترغیب دیتے ہیں کہ لیکن شاید ہی ان میں سے کسی نے کبھی یونیفارم پہنی ہو اور اپنے کسی شہید ساتھی کی لاش اٹھائی ہو۔ لندن کی خوبصورت آرام دہ اور دلکش سرزمین پر بیٹھ کر جنگ کا اعلان کتنا خوشنما ہے لیکن کسی جلتے ہوئے چائے خانے یا راکھ ہوتے ہوئے لکڑی کے ٹال سے اپنے پیاروں کی جھلسی ہوئی لاشیں نکالنا ایک ایسا خوفناک تجربہ ہے کہ جس کے دامن میں آگ ہی آگ ہے۔ نفرت کی آگ انتقام کی چنگاری۔

لیکن ان سارے ''امن کے متوالوں'' کو یہ زبان کہاں سے مل گئی یہ سب اس ملک میں بندوق کی گفتگو کیوں کرنے لگے۔ آیئے ان کے آقا، ان داتا اور ان کے خوشنما اداروں کو بھیک دینے والے امریکہ کی نبض ٹٹولیں، اس کی خواہش اور آئندہ دنوں میں اس کا خواب ملاحظہ کریں۔

یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اپنی دوسالہ زندگی کے سب سے بڑے معاشی بحران سے گزر رہا ہے اور اسے اپنی معیشت کو پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے صرف وال سٹریٹ کو دینے کے لیے سات سو بلین ڈالر چاہئیں۔ کبھی پے رول ٹیکس کٹ کی باتیں ہوتی ہیں کہ غریب آدمی کو تنخواہ ملے اور وہ خرچ کرے۔ کبھی کار خریدنے اور گھر لینے کے لیے قرضوں کی باتیں ہوتی ہیں کبھی گزارہ الاؤنس بڑھانے کو کہا جاتا ہے کہ اس سے بھی لوگ خرچ زیادہ کریں گے اور معیشت کا پہیہ چلے گا۔ لیکن اوباما حکومت کے سو دن پورے ہونے کے باوجود نہ کوئی حل نکل سکا اور نہ معاشی مشکلات کم ہوئیں۔

امریکا کی ہر حکومت پر ایک ادارے کی بنائی گئی رپورٹوں اور پالیسیوں کا سب سے زیادہ اثر رہا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ حکومت کوئی بھی ہو کسی کی بھی ہو یہ اور اس جیسے دو تین ادارے اس کی لگام میں اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ یہ ادارہ ہے رینڈ کارپوریشن۔ ادارہ کو امریکہ کی اسلحہ سازی کی صنعت کے ساتھ اپنے تعلقات کی وجہ سے مشہور ہے۔ وہ

صنعت جسے امریکہ میں ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس کہا جاتا ہے۔ اس ادارے کی تین بڑی فاؤنڈیشنوں، فورڈ، راک فیلر اور کارینگی کے ساتھ گہرے مراسم کی ایک تاریخ ہے ان دنوں اس کے ڈائریکٹروں سابق امریکی وزیر دفاع اور ڈپٹی ڈائریکٹر سی آئی اے فرینگ چارلس کارلوسی شامل ہے جو کارلائل گروپ کا چیئرمین تھا جس نے گیارہ ستمبر کے واقعے اور افغانستان پر حملے کے بعد اسلحہ کی سودے بازی اور فروخت میں بیش بہا منافع کمایا۔

دوسرے ڈائریکٹروں میں سابق وزیر لیبر رونالڈ وارسلن اور کارل بلڈٹ شامل ہیں۔ کارل بلڈٹ سویڈن کا وزیر اعظم رہ چکا ہے۔ رینڈ کارپوریشن کو امریکہ کے مختلف محکموں سے گرانٹ ملتی ہے تاکہ وہ تحقیق کرے اور رپورٹس مرتب کرے جو ہر امریکی پالیسیوں کو طے کریں۔ گذشتہ دنوں رینڈ کارپوریشن نے امریکہ کے موجود معاشی بحران کا مطالعہ کیا اور اس کا صرف ایک حل تجویز کیا۔ کارپوریشن نے کہا کہ امریکہ کا معاشی نظام اس کی دفاعی صنعت کے اردگرد گھومتا ہے۔ یہ دفاعی صنعت دنیا بھر میں ہونے والی اسلحے کی دوڑ، خانہ جنگی اور ملکوں کی ایک دوسرے سے مسابقت سے چلتی ہے۔ لیکن بحران چونکہ بہت بڑا ہے اس لیے اس صنعت کو افغانستان اور عراق جیسے چھوٹے چھوٹے ملکوں کی جنگ سہارا نہیں دے سکتی۔ امریکہ کو اگر معاشی بحران سے نکلنا ہے تو اس میدان جنگ کو وسیع کرنا ہوگا اور زیادہ بہتر ہوگا کہ کسی بڑی طاقت سے جنگ کا آغاز کر دیا جائے۔

چین کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی ’’سوہو‘‘ نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بڑی طاقت چین یا روس ہو سکتے ہیں جاپان کو بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے کیوں کہ امریکا سب سے زیادہ جاپان کا مقروض ہے۔ فرانس کے میڈیا نے رپورٹ کے بہت سے حصوں کا انکشاف کیا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ امریکہ نے جو سات سو بلین ڈالر وال سٹریٹ کو معاشی استحکام کے لیے دیئے ہیں۔ لیکن اب وہ کسی بڑی جنگ میں لگائے تاکہ اسلحہ سازی کی صنعت کو فروغ ملے اور ملک میں خوشحالی آئے۔ امریکہ کی دفاعی صنعت کے معاشی زوال کا یہ عالم ہے کہ گذشتہ ماہ ایک نئے دفاعی طیارے پر کام روکا گیا جس سے صنعت کو 90 بلین ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا اور پچھتر ہزار لوگ بے روزگار ہوئے۔ امریکہ کی سب سے بڑی دفاعی اسلحہ سازی کی کمپنی کویسلر دیوالیہ ہوگئی جس نے جنگ عظیم دوئم میں سب سے زیادہ منافع کمایا تھا۔ جنگ کے اس خبط اور منافع خوری کی وجہ سے گزشتہ صدی میں 17 کروڑ پچاس لاکھ موت کی آغوش میں چلے گئے۔ 8 کروڑ 75 لاکھ فوج کے ہاتھوں اور پانچ کروڑ چالیس لاکھ آپس کی خانہ جنگیوں میں۔ اس صدی میں ہر بائیسواں شخص موت کی وادی میں جا نکلا۔

جنگ عظیم دوم میں امریکا کی اسلحہ سازی کی صنعت نے کئی بلین ڈالر منافع کمایا۔ یہ جنگیں جب شروع ہوتی ہیں تو چاروں جانب اسلحے کے بیوپاری پھیل جاتے ہیں۔ بیلجیئم کا ایک تاجر باسل زیاروف جو کبھی لنگ شہر میں بندوقیں بنا کر بیچا کرتا تھا اتنا بڑا تاجر بنا کہ دنیا کے اکثر سربراہان مملکت سے اس کے ذاتی تعلقات تھے۔ وہ آٹھ زبانیں جانتا تھا اور اس نے برطانیہ کو اور اس کے خلاف لڑنے والوں، ترکوں اور مخالف یونانیوں کو بیک وقت اسلحہ بیچا۔ ایک تاجر سموئیل کمنگ ہے جو برطانیہ کے لیے نوے فیصد زیادہ اسلحہ خریدتا ہے اور پھر پوری دنیا میں ہونے والی خانہ جنگیوں میں لڑنے والوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اسلحے کے ان تاجروں کی بڑی بڑی کمپنیاں ہیں اور اسلحے کو گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی ان کی ہوتی ہے۔ جس کے لیے ہر ملک میں مافیا موجود ہیں۔ اور جب یہ اسلحہ بکتا ہے تو امریکہ کی ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس دن دگنی رات چگنی ترقی کرتی ہے۔ لوگوں کو روزگار ملتا ہے معیشت کا پہیہ چلنے لگتا ہے۔

لیکن اب ضرورت بہت بڑی آن پڑی ہے۔ ایسے میں پہلے سے برسر پیکار میدان جنگ وسیع کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ چین کے پڑوس میں پہنچنے کا راستہ پاکستان سے ہو کر جاتا ہے اور پاکستان کی جانب اس وقت تک نہیں بڑھا جا سکتا جب تک دنیا کو یہ تاثر نہ دیا جائے کہ

یہاں طالبان اور مذہبی شدت پسند ریاست پر قبضہ کر رہے ہیں۔ ایٹمی ہتھیار ان کے پاس آجائیں گے۔ دنیا کا امن خطرے میں پڑ جائے گا۔ اسی لیے امریکہ کا اس ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس کے گماشتے اور بھارت اور اسرائیل کے پروردہ چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں کہ فٹ پاتھ پر پالش کرنے والا، چائے کے ہوٹل میں برتن دھونے والا اور ٹال پر لکڑیاں کاٹنے والا، سب طالبان ہیں۔

امن کا آغاز ہو تو بھیک کا پیسہ حلال کرنے والی این جی اوز میدان میں آکودتی ہیں۔ جن کے گھروں کے سامنے تھانوں میں دن رات عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جن کے شہروں میں دنیا بھر سے اغوا کی گئی لڑکیوں سے مساج پارلروں اور دیگر طریقوں سے عصمت فروشی کروائی جاتی ہے وہ ایک گھڑی گھڑائی ویڈیو کو میڈیا کے سامنے رکھ کر چیخ رہی ہیں۔ اس لیے کہ اس ملک میں ایک ایسی خانہ جنگی کا آغاز کیا جائے جس کے نتیجے میں امریکہ کا میدان جنگ وسیع ہو اور پھر پورے خطے کو اس کی لپیٹ میں لے لیا جائے۔ لاشیں گرتی رہیں، لوگ مرتے رہیں، گھر جلتے رہیں اور امریکہ کی معیشت مضبوط ہوتی رہے۔

[بہ شکریہ روزنامہ ایکسپریس، ۴ مئی ۲۰۰۹ء]

❀❀…………❀…………❀❀

اگر کہیں ضرورت ہو!

بندہ حافظ، قاری، فاضل درس نظامی، بی اے (فرسٹ ڈویژن) ہے۔

اگر کہیں (مدرسہ، ادارہ یا اکیڈمی) میں ضرورت ہو تو رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

[(قاری) محمد یوسف: 0300-4905395]

❀❀…… ❀…………❀❀

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور
نرخ نامہ اشتہارات فی اشاعت

① ...... آخری صفحہ ٹائٹل 2400 روپے
② ...... اندرون صفحہ ٹائٹل 1800 روپے
③ ...... فل صفحہ نیوز 1400 روپے
④ ...... نصف صفحہ نیوز 750 روپے
⑤ ...... چوتھائی صفحہ نیوز 400 روپے
⑥ ...... عام چھوٹے اشتہارات 300 روپے

❀ ...... ''الاعتصام'' میں اشتہار لگوائیں اور اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ ❀ ...... اشتہار خوش خط، مختصر اور معاوضہ ہمراہ ارسال کریں۔
❀ ...... مسلسل اشاعت (کم از کم 6 ماہ) 20 فی صد خصوصی رعایت۔ ❀ ...... ''الاعتصام'' سے تعاون آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

رابطہ کے لیے: دفتر ہفت روزہ الاعتصام ۳۱ شیش محل روڈ، لاہور، فون: ٠٤٢-٧٣٥٤٤٠٦

جمعية تحفيظ القرآن الكريم الخيرية (پاکستان) کے زیرِ اہتمام

آٹھواں سالانہ

آل پاکستان مقابلہ حفظ القرآن الکریم

اکتوبر 2009ء بمطابق شوال 1430ھ ان شاء اللہ

بمقام

مرکز المودۃ شاکر ٹاؤن ڈیرہ غازی خان

زیرِ نگرانی:

حافظ نذیر احمد مدنی حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی مدیر مرکز المودۃ

تفصیلِ انعامات

پہلا انعام عمرہ پیکج (50,000) روپے

دوسرا انعام عمرہ پیکج (40,000) روپے

تیسرا انعام عمرہ ٹکٹ (30,000) روپے

پانچواں انعام	چوتھا انعام
10,000 روپے	20,000 روپے

اس کے علاوہ پوزیشن نمبر 6 سے 20 تک کے لیے (4,000) روپے انعام

نصاب

1- قرآن مجید مکمل حفظ مع تجوید

2- آخری دو پاروں کا ترجمہ

3- تفہیم الاسلام [illegible]

4- حق التلاوۃ [illegible]

شرائط

- ● طالب علم کی عمر 22 سال سے زائد نہ ہو۔
- ● عمر کے ثبوت کے لیے ادارے کے پرنسپل کی طرف سے تصدیق نامہ ہو۔
- ● طالب علم تجوید کے ساتھ ساتھ متقن حافظ ہو اور متعلقہ ادارے کا تزکیہ بھی پیش کرے۔
- ● انفرادی حیثیت سے شریک مقابلہ عمر کے اثبات کے لیے شناختی کارڈ یا بیان حلفی پیش کرے۔
- ● امیدوار اس سے قبل جمعیت کی طرف سے منعقدہ کسی مقابلے میں پہلی پانچ پوزیشنیں حاصل کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

ملاحظہ پہلے تین انعامات کے لیے کم از کم 95%، چوتھے اور پانچویں انعام کے لیے 90% اور پوزیشن نمبر 6 سے 20 تک کے لیے 85% نمبر حاصل کرنا ضروری ہیں، امتحان مکمل زبانی ہوگا۔

نوٹ: منصفین کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ مقابلہ دو مرحلوں پر مشتمل ہوگا، مرحلہ اولیٰ میں کامیاب طالب علم ہی مرحلہ ثانیہ (حتمی امتحان) میں شرکت کا مجاز ہوگا، مرحلہ اولیٰ کے امتحان کی جگہ اور تاریخ کے تعین کی بروقت اطلاع کے لیے فوری رجسٹریشن کروانا ضروری ہے۔ رجسٹریشن کی آخری تاریخ یکم شعبان 1430ھ (25 جولائی 2009ء) ہے۔

مزید تفصیلات کیلئے

عبدالرؤف (انچارج مسابقہ)

0300-7515540

☎ 064-2466724

064-2462620

الداعی الی الخیر جمعية تحفيظ القرآن الكريم الخيرية ڈیرہ غازیخان (پاکستان)

ای میل: almawaddahdgk@yahoo.com

ساجد پرنٹنگ سروس [illegible] 115 [illegible] 0334-6766799

[طاہرقریشی]

توحید

انسان بے وقار ہے ، توحید کے بغیر
انسانیت بھی عار ہے ، توحید کے بغیر
توحید ہو تو خار بھی گل ریز و گل فروش
ورنہ چمن بھی خار ہے ، توحید کے بغیر
توحید ہی ہے مقصدِ تخلیقِ کائنات
یہ مقصد ایک عار ہے ، توحید کے بغیر
توحید ہی سے رونقِ بزمِ جہانِ شوق
ویرانِ بزمِ یار ہے ، توحید کے بغیر
توحید ہی ہے باعثِ تکمیلِ زندگی
یہ زیست نابکار ہے ، توحید کے بغیر
توحید نے بشر کو دیا رتبۂ بلند
ورنہ وہ خاکسار ہے ، توحید کے بغیر
توحید سے متاعِ محبت میں سوز ہے
ورنہ وہ اک شرار ہے ، توحید کے بغیر
توحید ہی سے ملتِ بیضا کا امتیاز
ورنہ وہ اک مزار ہے ، توحید کے بغیر
اس محفلِ حیات کی عظمت اسی سے ہے
محفل یہ بے وقار ہے ، توحید کے بغیر
توحید سے حیات کو بالیدگی ملی،
بالیدگی بھی بار ہے ، توحید کے بغیر
توحید ہی نے جوہرِ برّاں دیا اسے،
بے کار ذوالفقار ہے توحید کے بغیر
طاہر سکونِ قلب کی دنیا یہی تو ہے
دنیا یہ نابکار ہے ، توحید کے بغیر